عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۹ تا ۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶/ جون ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۴

طرزِ تعلیم میں اسلامی ذہنیت کا فقدان

مسئلۂ کشمیر اور قادیانی سازشیں

توبہ واستغفار

مرزائی دھوکوں کا ایک نمونہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

"قریب تھا کہ انبیاً ہوجاتے" کا مفہوم:

س:...... حدیث شریف میں ہے کہ ایک وفد کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے اوصاف سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: "عجب نہیں کہ انبیاً ہوجائیں۔" اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کے ساتھ بھی غالباً ایسا ہی فرمایا تھا کہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے' سوال یہ ہے کہ جب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں تو "انبیاً ہوجائیں" یا "نبی ہوجاتے" سے کیا مراد ہے؟

ج:...... "عجب نہیں کہ انبیاً ہوجائیں" یہ ترجمہ غلط ہے' حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: "حکماء علماء کادوا من فقههم ان یکونوا انبیاء" (صاحب علم' صاحب حکمت لوگ ہیں' قریب تھا کہ اپنے فقہ کی وجہ سے انبیاً ہوجاتے)۔ عربی لغت میں یہ الفاظ کسی کی مدح میں انتہائی مبالغے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ حقیقت کے خلاف استدلال کرنا صحیح نہیں' کیونکہ ان کو بھی زندہ رکھا جاتا مگر چونکہ ان کی نبوت ناممکن تھی' اس لئے ان کی زندگی میں مقدر نہ ہوا۔ صاحبزادہ گرامی کے بارے میں فرمایا تھا: "اگر ابراہیمؓ زندہ ہوتے تو صدیق نبی ہوتے۔" یہ روایت بھی بہت کمزور ہے' پھر یہاں تعلیق بالمحال ہے' یہ بحث میرے رسالے "ترجمہ خاتم النبیین" میں صفحہ:۲۷۷' ۲۷۸ پر آئی ہے' اس کو یہاں نقل کرتا ہوں:

"اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ گرامی حضرت ابراہیمؓ کی زیارت کی ہے؟ فرمایا: "مات صغیراً' ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عاش ابنه' ولکن لا نبی بعده." یعنی وہ صغرسنی ہی میں خدا کو پیارے ہوگئے تھے اور اگر تقدیر خداوندی کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپؐ کے صاحبزادہ گرامی حیات رہتے' مگر آپؐ کے بعد نبی ہی نہیں (اس لئے صاحبزادے بھی زندہ نہ رہے)۔ (صحیح بخاری باب من سمی باسماء الانبیاء ج:۲ ص:۹۱۴)

اور یہی حضرت ملا علی قاری نے سمجھا ہے' چنانچہ موضوعات کبیر میں ابن ماجہ کی حدیث: "لو عاش ابراهیم...... الخ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: "اس حدیث کی سند کا ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے' تاہم اس کے تین طرق ہیں جو ایک دوسرے کے مؤید ہیں' اور ارشاد خداوندی: "...... وخاتم النبیین الخ" بھی اسی جانب مشیر ہے' چنانچہ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہا' جو بالغ مردوں کی عمر کو پہنچتا' کیونکہ آپ کا بیٹا' آپ کی صلب مبارک سے تھا' اور یہ امر اس کو مقتضی تھا کہ وہ آپ کا ثمرۂ اول (یعنی آپؐ کے محاسن و کمالات کا جامع) ہوتا' جیسا کہ مثل مشہور ہے: "بیٹا باپ پر ہوتا ہے" اب اگر وہ زندہ رہتا اور چالیس کے سن کو پہنچ کر نبی بن جاتا تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپؐ خاتم النبیین نہ ہوں۔" (موضوعات کبیر حرف "لو" ص:۶۹ مطبوعہ مجتبائی قدیم)

ملا علی قاری کی تصریح بالا سے واضح ہوجاتا ہے کہ:

الف:...... "آیت خاتم النبیین میں ختم نبوت کے اعلان کی بنیاد نفی "ابوت" پر رکھ کر اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد ہمیں کسی کو نبوت عطا کرنا ہوتی تو ہم آپؐ کے فرزندان گرامی کو زندہ رکھتے' اور انہیں یہ منصب عالی عطا فرماتے' مگر چونکہ آپؐ پر سلسلۂ نبوت ختم تھا اس لئے نہ آپؐ کی اولاد نرینہ زندہ رہی' نہ آپؐ کسی بالغ مرد کے باپ کہلائے۔

ب:...... ٹھیک یہی مضمون حدیث "لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا" کا ہے' یعنی آپؐ کے بعد اگر کسی قسم کی نبوت کی گنجائش ہوتی تو اس کے لئے صاحبزادۂ گرامی کو زندہ رکھا جاتا' اور وہی نبی ہوتے' گویا حدیث نے بتایا کہ ابراہیمؓ اس لئے نبی نہ ہوئے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا دروازہ ہی بند تھا' یہ نہ ہوتا تو وہ زندہ بھی رہتے اور "صدیق نبی" بھی بنتے۔"

ہفت روزہ
ختم نبوت

جلد: ۲۲ شمارہ: ۴ ۱۹تا۲۵/ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰تا۲۶/جون ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ 4
محبت رسول ﷺ کی علامت 6
(مولانا محمد اکرم طوفانی)
مسئلہ کشمیر اور قادیانی سازشیں 9
(مولانا نذیر احمد تونسوی)
توبہ و استغفار 13
(مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ)
طرز تعلیم میں اسلامی ذہنیت کا فقدان 15
(مولانا قاسم عبداللہ)
مرزائی دھوکوں کا ایک نمونہ 18
(محمد عبداللہ)
اخبار عالم پر ایک نظر 26

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اظہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۳۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۲۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۵۰ روپے، سالانہ: ۳۰۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اکاؤنٹ نمبر 2-927 ... بینک ... کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶، ۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عوام کو کس قسم کا اسلام چاہیے؟؟

آج کل ملک میں یہ بحث بڑے زور و شور سے جاری ہے کہ ہمیں فلاں طرز کا اسلام چاہیے' فلاں طرز کا اسلام نہیں چاہیے۔ یہ بحث نئی نہیں ہے بلکہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی یہ بحث بھی معرض وجود میں آ گئی تھی۔ بانی پاکستان کی طرف منسوب بعض جملوں سے ملک میں سیکولر نظام کے حامی بعض طبقات نے یہ تاثر لیا ہے کہ گویا بانی پاکستان ملک میں سیکولر نظام حکومت رائج کرنا چاہتے تھے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ملک کو کس طرز کے اسلام کی ضرورت ہے اور اسلام کے خلاف درحقیقت کون ہیں؟

اسلام کے بنیادی عقائد اور اعمال میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے ہیں۔ ان عقائد و اعمال پر کسی خاص مکتبہ فکر' قوم یا خطہ کی چھاپ نہیں ہے بلکہ یہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمائے ہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دین مکمل ہو گیا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان باقی نہیں رہا۔ اب قیامت تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام چلے گا۔

مسلمانوں نے قیامت تک کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام کو قبول کر لیا اور اس کے بالمقابل پیش کیے جانے والے تمام نظاموں کو رد کر دیا۔ تیرہ صدیاں اسی طرح گزر گئیں کہ مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام پر عمل کرتے رہے۔ بعد ازاں بعض لوگوں کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا سودا سمایا۔ ان افراد کا سرگروہ قادیان کا رہنے والا مرزا غلام احمد تھا جس نے برملا یہ اعلان کیا کہ اب محمد رسول اللہ کا لایا ہوا اسلام نہیں چلے گا بلکہ اب اس کا اسلام کے نام پر پیش کردہ مذہب چلے گا۔ چونکہ اس کو اس دور کی حکومت کی مکمل حمایت حاصل تھی' اس لیے اس نے اسلام کے نام پر تحریف دین کی وہ بدترین کوششیں کیں کہ الامان والحفیظ۔ اس نے اپنے مرتب کردہ نوزائیدہ مذہب کا نام اسلام رکھا اور خود نبی بن بیٹھا۔ دین بیزار افراد کی ایک تعداد اس کے ساتھ ہو گئی اور انہوں نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی معیت میں یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ اب ''محمدی اسلام'' نہیں چلے گا بلکہ ''احمدی اسلام'' چلے گا۔

اس وقت سے انگریزی خواندہ جہلاء کا یہ وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ اسلام کے نفاذ سے سخت شاکی نظر آتے ہیں اور قادیانیت اور دیگر مذاہب سے اپنے آپ کو قریب تر کرتے نظر آتے ہیں۔ انگریزی تہذیب کی چمک دمک نے انہیں انگریزی نبوت کے بہت قریب کر دیا ہے' اس لیے وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے بارے میں اکثر و بیشتر اس قسم کی رائے دیتے نظر آتے ہیں کہ: ''اسلام چودہ سو سالہ پرانا مذہب ہے جو آج کل کے دور میں نافذ العمل نہیں۔'' کچھ عرصہ سے ملک کی مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی کم و بیش اسی قسم کے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیے ہیں۔ دنیا خواہ کچھ بھی کہے' لیکن ہمارا خیال یہی ہے کہ اس کے پس پشت وہی قادیانی فلسفہ کام کر رہا ہے جس کے تحت مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کر کے انگریزی نبوت اور انگریزی تہذیب و تمدن کے قریب لانے کی کوششیں جاری ہیں۔

قادیانی اس وقت بھی ملک میں اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز ہیں۔ یہی وہ بدکاروں کا ٹولہ ہے جس کی وجہ سے ملک کا مقتدر طبقہ علمائے کرام کو ناخواندہ سمجھتا ہے۔

قادیانیوں نے ملک کو اسلام سے دور کرنے کے لئے کوششیں اسی وقت سے شروع کردی تھیں جب ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنا تھا۔ اس ''غدار پاکستان'' نے اس طبقہ کو جو پاکستان کے سیاہ و سفید کا مالک ہے' اسلام سے بدظن کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ قادیانیوں ہی کے کالے کرتوت ہیں کہ ملک کے اہم ترین عہدوں پر فائز افراد برملا یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں اسلام نہیں چاہئے' وہ کھلے عام شعائر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اور سنت نبویؐ کے بارے میں تحقیر آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں' وہ مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کو بہتر خیال کرتے ہیں' ان کی نشست و برخاست قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے ساتھ ہے۔ ان صحبتوں ہی کے بداثرات ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کا حلف نامہ ووٹر لسٹ فارم سے غائب ہوجاتا ہے' قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں سے آنکھیں بند کرلی جاتی ہیں' توہین رسالت کے ارتکاب کی کھلی چھٹی دیدی جاتی ہے' اور کوئی ان اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر اعتراض کرے تو اسے وسیع النظری کی تلقین کی جاتی ہے۔

یہ سراسر قادیانیوں کی سوچ کا اظہار کیا جارہا ہے کہ یہاں فلاں کا اسلام نہیں چلے گا' ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اگر چلے گا تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام چلے گا۔ یہاں کسی غلام کی جعلی نبوت نہیں چلے گی۔ یہاں مرزائی نبوت کا پرچار کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ یہاں صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چلے گی۔ یہاں صرف وہی احکامات و قوانین چلیں گے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے۔ یہاں اگر کسی خاص قوم کے اسلام کو نہ چلنے دینے کے دعوے کئے جاتے ہیں تو ہر شخص کو' خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور کان کھول کر سن لینی چاہئے کہ پاکستان میں اسلام کے نام پر قادیانیت کو بھی نہیں چلنے دیا جائے گا اور اگر کسی نے اسلام کے نام پر قادیانیت کو رائج کرنے کی کوششیں کی تو مسلمانان پاکستان اس کا بوریا بستر گول کرنا بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ مسلمانان پاکستان' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دین اسلام کے تحفظ کی خاطر کسی وردی اور کرسی کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ اسے جوتے کی ٹھوکر سے اڑا دیتے ہیں۔ قادیانی کان کھول کر سن لیں کہ انتظامیہ میں موجود ان کے ٹاؤٹوں کی موجودگی کی وجہ سے بھی مسلمان واقف ہیں اور اسلام اور نبوت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف کی جانی والی ان کی تمام سازشیں بھی مسلمانان پاکستان کی نظروں میں ہیں اور وہ ان کے سدباب کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ یہاں قادیانیت کو کسی قیمت پر چلنے نہیں دیا جائے گا۔ پاکستان میں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت چلے گی۔ یہ مسلمانان پاکستان کا آخری فیصلہ ہے' جس کا نفاذ ہر قیمت پر کیا جائے گا۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کردیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی' کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جاچکا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے' آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت

مولانا محمد اکرم طوفانی

یہ نیچرل ہے' طبعی تقاضہ ہے' فطرت انسانی ایسے کرنے پر مجبور ہوتی ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی ہر ادا سے محبت ہوتی ہے' اس کی گفتار سے محبت ہوتی ہے' اس کے کردار سے محبت ہوتی ہے' اس کے احباب سے محبت ہوتی ہے' اس کے گلی کوچوں سے محبت ہوتی ہے' اس کی رفتار کو اپناتا ہے' اس کے لباس و طعام سے محبت ہوتی ہے' اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ثابت کرسکتا ہوں کہ جس سے محبت ہوتی ہے' اس کے گلی کوچوں سے تو محبت ہوتی ہی ہے' یہاں تک کہ اس کے شہر کے رہنے والوں کے کتوں سے بھی محبت ہوتی ہے اور یہ سب محبت مجازی اور موجودہ دور کی فحش اور عریاں محبت میں یہ بدیہی ہے' اس کا انکار چمکتے ہوئے سورج کی روشنی کے انکار کے مترادف ہے' جب یہ اصول اس قدر بدیہی ہے تو پھر اس بات کو ماننے میں' اس قانون کو ماننے میں کوئی ہچکچاہٹ باقی نہیں رہتی کہ اگر محبوب کی ہر ادا پر محب فریفتہ ہوتا ہے تو پھر اس کے محبوب کا دشمن اس کا دشمن ہوتا ہے' اور اس کے محبوب کا گستاخ اس کے لئے سوہان روح ہوتا ہے' محبوب کو برا بھلا کہنے سے وہ اس قدر بیزار ہوتا ہے کہ علی الاعلان اس کی مخالفت کو اپنی مخالفت سمجھتا ہے' لیکن افسوس صد افسوس کہ آج ہم مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں اور میں عرض کرتا ہوں کہ واقعتاً آج ہم مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ بھی ہے لیکن غفلت کے پردے' مادیت کے گھیراؤ نے ہمیں اس قدر غافل بنا دیا ہے کہ آج ہم اپنے محبوب رسول ﷺ کے دشمن کو نظر انداز کررہے ہیں' قادیانی مرزائی جس قدر اسلام کو' ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کو جس طرح نقصان پہنچارہے ہیں' وہ ان کے کردار اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے عیاں ہے' لیکن کاش کہ ہم مسلمان کچھ قدر اپنے اندر ملی غیرت پیدا کرتے اور حضور ﷺ کی ذات گرامی سے محبت کا وہ مظاہرہ کرتے جس کو دشمن رسول ﷺ محسوس کرتا' آج قادیانی برملا کہتے پھرتے ہیں کہ صرف چند ملا ہیں جو ہمارے خلاف شروع سے ہیں' باقی مسلمان تو ہمارے ساتھ ٹھیک معاملات رکھتے ہیں' ہماری دکانوں سے سودا سلف خریدتے ہیں' ہمارے ساتھ لین دین کرتے ہیں' ہماری خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں' مسلمانوں کا یہی کردار قادیانیت کو باقی رکھنے اور پنپنے کا موقع دے رہا ہے' ہم قادیانیوں کی مصنوعات استعمال کرکے ان کو لاکھوں روپے کا فائدہ پہنچارہے ہیں اور بالواسطہ ہمارا پیسہ محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف استعمال ہورہا ہے۔ گویا ہم مسلمان خود قادیانیوں کو تقویت پہنچارہے ہیں۔ کاش! کہ مسلمان قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کرکے یہ عملی نمونہ پیش کرتے کہ محمد رسول ﷺ کا دشمن ہمارا دشمن ہے' حضور ﷺ کے گستاخ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے بھی بالواسطہ حضور ﷺ کے گستاخ ہوجاتے ہیں اور قادیانیوں کے علاوہ جاننے کے باوجود کسی مسلمان کا گستاخ رسول سے تعلق اگر اس وجہ سے ہے کہ یہ قصہ مولویوں کا ہے' قادیانی کوئی کافر نہیں ہے' وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور سارے دین کے کام کرتے ہیں' لہٰذا وہ مسلمان ہیں تو قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والا مسلمان نہ صرف اپنے ایمان و اسلام سے محروم ہوجاتا ہے' بلکہ وہ قادیانیوں سے بھی بدتر کافر ہوجاتا ہے' ایسا شخص توبہ کرے اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو اور دوبارہ اپنا نکاح پڑھائے' ورنہ اگر موت آگئی تو بے ایمان مرے گا اور ایسے بے ایمان کا نماز جنازہ پڑھنے والے مسلمان بھی اپنے ایمان سے محروم ہوجائیں گے' اگر کوئی شخص

قادیانیوں سے سلام کلام اور لین دین ان کو کافر اور مرتد سمجھ کر کرتا ہے تو وہ شخص پہلی فرصت میں توبہ کرے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور خدا کی قسم! محمد ﷺ کے باغیوں اور گستاخوں سے تعلق‘ گفتگو تمام کبائر سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ تو وہ توبہ کرکے قادیانیوں سے دور ہو جائے اور آئندہ ان سے مکمل نفرت کرے کہ حضور ﷺ سے محبت کا پہلا نشان مرزائیوں کا بائیکاٹ اور ان سے نفرت ہے‘ ہاں! اگر ایک شخص دیانتاً یہ سمجھتا ہے کہ میں قادیانیوں سے بول چال اس لئے رکھتا ہوں تاکہ ان کو ان کے عقائد کے کفریہ ہونے سے آگاہ کر سکوں اور ان پر محنت کروں‘ شاید یہ مسلمان ہو جائیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں تو یہ بالکل دوسری بات ہے‘ لیکن کم از کم میرے سامنے ایسا کوئی واقعہ نہیں آیا کہ مسلمان قادیانیوں سے بول چال اس لئے رکھتے ہوں کہ وہ مسلمان ہو جائیں‘ ذیل میں ایک چھوٹا سا واقعہ حضرت امام ابو یوسفؒ کا جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے ہیں‘ عرض کرتا ہوں‘ توجہ فرمائیں کہ ایمان کا تقاضا کیا ہے؟ اور ہم کس راستے پر جا رہے ہیں؟

ایک حدیث میں آیا ہے‘ شمائل ترمذی کے اندر ہے کہ حضور ﷺ کو کدو کی ترکاری اس قدر پسند تھی کہ وہ برتن سے کدو کی قاشیں تلاش کر کے تناول فرما رہے ہیں‘ جب اس روایت کا ذکر حضرت امام ابو یوسفؒ کے سامنے ہوا کہ حضور ﷺ کدو کو پسند فرمایا کرتے تھے تو اسی مجلس میں ایک شخص بولا کہ مجھے کدو پسند نہیں ہیں۔ یہ سن کر امام ابو یوسفؒ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ تجدید ایمان کرو ورنہ تجھے قتل کئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ حالانکہ کسی حدیث میں صریحاً یہ قول ملتا نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ مجھے کدو بہت پسند ہیں‘ بلکہ آپ ؐ کے عمل سے صحابہ نے سمجھا کہ حضور ﷺ کدو ترکاری کو پسند فرماتے تھے لیکن امام ابو یوسفؒ نے اس آدمی کو واضح الفاظ میں فرما دیا کہ جس بچارے کے علم میں بھی نہ تھا کہ ایسے کہنے سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے‘ کہ ایمان کی تجدید کرے کیونکہ یہ گستاخی رسول ﷺ ہے۔ نتیجہ آپ خود نکال لیں کہ جس پیغمبر نے دو سو دس مرتبہ صحیح احادیث میں فرمایا ہو کہ میں آخری رسول ہوں‘ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس صریح قول کے باوجود ایک گندہ انسان (مرزا غلام احمد قادیانی) نہ صرف یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں‘ میں رسول ہوں بلکہ میں محمد ہوں نعوذ باللہ‘ وہ کس طرح صراحتاً محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کر رہا ہے اور اس کو مہدی مسیح کہنے والے قادیانی پھر مسلمانوں کے ہاں آتے جاتے ہیں اور مراسم رکھتے ہیں۔ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ میں ایسے حکمرانوں اور مسلمانوں کو کیا کہوں کہ وہ کیا ہیں؟

پاکستان اور دنیا بھر کے مفتی ہی بتا سکتے ہیں؟

جو قادیانی مرزائی مرتد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی‘ مسیح موعود‘ مہدی کہہ کر حضور ﷺ کی احادیث اور قرآن کی تکذیب کرنے کے بعد بھی اگر مسلمانوں کے نزدیک خوش اخلاق ہوں اور مسلمان ان سے روابط رکھیں اور ان کو اتنی درد بھی محسوس نہ ہو جس قدر چیونٹی کے کاٹنے پر ہوتا ہے‘ تو پھر مفتی سے پہلے یہ مسلمان اپنے ضمیر سے پوچھ لیں کہ ہم کیا ہیں؟ وہ کیا ہیں؟ ”فاعتبروا یا اولی الابصار۔“

☆☆..........☆☆

خدارا شوگر کے مریض
ذرا عقل سے کام لیں

ساری زندگی عارضی وقتی انگریزی گولیوں پر گزارا کرنا تو کوئی عقلمندی نہیں۔ ہم نے شوگر سے مستقل نجات کیلئے دیسی طبی قدرتی جڑی بوٹیوں سے ایک خاص قسم کا شوگر نجات کورس تیار کیا ہے آج ہی خود تشریف لائیں یا خط لکھیں یا صرف ٹیلیفون کرکے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی VP شوگر نجات کورس منگوالیں۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے شفا منجانب اللہ پر ایمان رکھیں اگر آپ واقعی سمجھدار عقلمند ہیں تو ایک بار ہمارے شوگر نجات کورس کو آزما کر تو دیکھ لیں انشاء اللہ شوگر جڑ سے ہی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا شوگر علاج انتہائی سستا آسان اور مختصر ہے

المسلم دار الحکمت رجسٹرڈ بالمقابل جامع مسجد مبارک جلالپور روڈ ضلع و شہر حافظ آباد — پاکستان

اوقات ٹیلیفون
عصر 4 بجے سے رات 11 بجے تک

0438-521787
0438-522468
0320-5641046

آپ ہمیں صرف ٹیلیفون کریں باقی شوگر کورس آپ تک پہنچانا ہمارا کام ہے

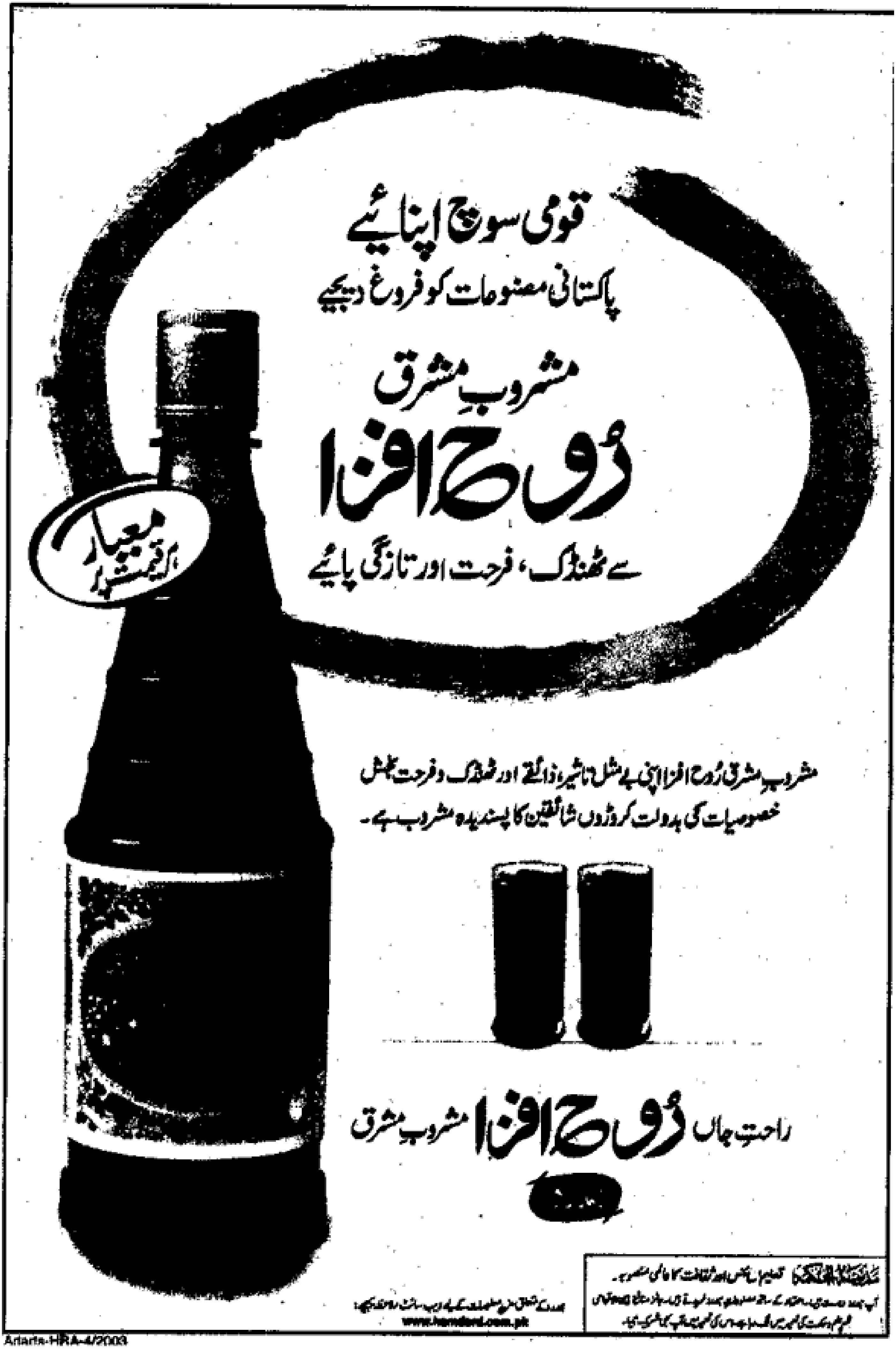
قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار ہر قیمت پر
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق
Artarts-HRA-4/2003

مسئلہ کشمیر اور قادیانی سازشیں

مولانا نذیر احمد تونسوی

یہ کون سا خطہ ہے؟ جہاں فطرت نے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں؟ یہ کون سا ٹکڑا ہے جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اطراف عالم سے سیاح کشاں کشاں چلے آتے ہیں؟ یہ کون سی وادی ہے جس کی محبت میں ڈوب کر کسی مغل شہنشاہ نے کہا تھا:

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اہل دنیا اس وادی جنت نظیر کو کشمیر کے نام سے جانتے ہیں' کشمیر ایشیا کے قلب میں واقع ہے۔ اس کے اردگرد چار ممالک چین' افغانستان' پاکستان اور بھارت واقع ہیں۔ اس کا کل رقبہ تقریباً چھیاسی ہزار مربع میل ہے اور کل آبادی تقریباً سوا کروڑ کے قریب ہے۔ اس وقت کشمیر کا ۶۳ فیصد حصہ بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کشمیر کی سرحدوں کا زیادہ علاقہ بھارت کی نسبت پاکستان سے زیادہ ملا ہوا ہے۔ کشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور ریلوے مواصلات پاکستان سے آ ملتے تھے' اور کشمیری مصنوعات کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی تھا۔ دفاعی اعتبار سے ریاست جموں کشمیر کی پہاڑیاں وطن عزیز پاکستان کے لئے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں اور پاکستان میں بہنے والے جہلم اور چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے' لیکن آج اس جنت ارضی میں بھارت نے ظلم و بربریت کا محشر بپا کر رکھا ہے۔ یہ حسین وادی آگ و خون سے بھری پڑی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے جلے ہوئے مکانات کا دھواں اور ان کی چیخیں دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل چکی ہیں۔ معصوم بچوں کی موت کی ہچکیاں عالمی ضمیر پر دستک رہی ہیں' گل پوش وادیوں میں شہیدوں کے لاشے بکھرے ہوئے ہیں' چشمے خون اگل رہے ہیں' دریاؤں سے انسانی اعضاء برآمد ہو رہے ہیں' بھارتی درندے راتوں کو مسلمانوں کے گھروں پر دھاوا بول دیتے ہیں اور عفت مآب عورتوں کی عصمت دری کرکے اپنے پاپی باپ راجہ داہر کی روح کو خوش کرتے ہیں۔ فوجی وردیوں میں ملبوس یہ وحشی درندے مسلمانوں کا قیمتی سامان لوٹ کر گھروں کو نذر آتش کرکے کوئلہ بنا دیتے ہیں۔ مریض اور زخمی ادویات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کراہ کراہ کر دم توڑ رہے ہیں اور ان کے کراہنے کی صدائیں انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کے بے سماعت اور بند کانوں کو کھولنے کی ناکام کوشش کر رہی ہیں۔ عقوبت خانوں میں حریت پسندوں کے اعضاء کاٹے جا رہے ہیں۔ آزادی کے متوالوں کو الٹا لٹکا کر نیچے سے آگ کے الاؤ روشن کرکے ان کی چربی پگھلنے کے مناظر پر ابلیسی قہقہے لگائے جا رہے ہیں۔ اسلام سے محبت کے جرم میں بجلی کے کرنٹ لگا لگا کر تڑپا تڑپا کر مارا جا رہا ہے۔ پاکستان سے دوستی کے جرم میں ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جا رہا ہے' لیکن ظلم و بربریت کے اس خونی طوفان کے سامنے کشمیری مسلمان چٹان کی مانند کھڑا ہے۔ اس کے دل میں شہادت کی تمنا مچل رہی ہے' اس کی نگاہ اللہ کی نصرت پر لگی ہوئی ہے' وہ بھارتی درندوں کو للکار للکار کر یہ کہہ رہا ہے:

دبا سکو تو دبا دو بجھا سکو تو دیا بجھا دو
صدا دبے گی تو حشر ہوگا دیا بجھے گا تو سحر ہوگی

کشمیری مسلمان تو صبر اور ہمت کے ہتھیاروں سے بھارتی ظلم و ستم کا مقابلہ کر رہا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں بھارتی بھیڑیوں کے نوکیلے دانتوں اور خونی پنجوں کے سپرد کس نے کیا؟ وہ کون سے ہاتھ تھے جنہوں نے ان کے لئے غلامی کی زنجیروں کی کڑیاں تیار کیں؟ اور انہیں پابہ زنجیر کرکے ہندوؤں کے قدموں میں پھینک دیا؟ جب کوئی مؤرخ تاریخ کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہے تو اسے دو خطرناک ہاتھ نظر آتے ہیں' جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض و دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ان میں سے ایک ہاتھ قادیانی ہاتھ ہے' جس نے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی' جبکہ دوسرا ہاتھ ظالم فرنگی کا ہاتھ ہے' جس کے دربار سے قادیانیوں کو جھوٹی نبوت عطا ہوئی۔

قادیانیوں نے ہر دور میں کشمیر کو للچائی ہوئی

نظروں سے دیکھا ہے' انہوں نے کشمیر پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی ہے' کیونکہ ان کی نبوت کا اندھا بیل کشمیر کے گرد ہی گھومتا ہے' کشمیر ان کے لئے اتنا ہی اہم ہے' جتنا ان کی ہاتھی نبوت میں مرزا قادیانی کی شخصیت...... قادیانیوں نے کشمیر پر قبضہ کرنے اور اسے قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے جو گھناؤنا کردار ادا کیا اور کشمیری مسلمانوں کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کیا' اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:

کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا پہلا منصوبہ

حکیم نورالدین بھیروی نے تیار کیا تھا' نورالدین ریاست کشمیر میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا شاہی طبیب تھا۔ نورالدین جہاں مہاراجہ کشمیر کا سلطانی طبیب تھا' وہاں یہ مرزا قادیانی کا شیطانی طبیب بھی تھا' اس نے مرزا قادیانی کو کفر و ارتداد کے خمیرے اور کشتہ جات کھلائے تھے' جنہیں کھا کر وہ مختلف دعوے کرتا تھا' یہی نباض مرزا قادیانی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسے بتاتا تھا کہ اب جھوٹی نبوت کو کن کن دعووں کی ضرورت ہے اور ابھی کن کن دعووں سے پرہیز کرنا ہے' اور پھر مرزا قادیانی کے آنجہانی ہونے کے بعد یہ شخص اس کا پہلا نام نہاد خلیفہ نامزد ہوا۔ نورالدین کو انگریزوں نے جاسوسی کرنے کے لئے حکیم کے روپ میں مہاراجہ کشمیر کے دربار میں داخل کیا تھا' جو انہیں مہاراجہ کشمیر کے بارے میں ہر خبر پہنچاتا تھا۔

مہاراجہ کشمیر کے بھائی امر سنگھ سے نورالدین نے دوستی لگا کر جلد ہی اسے شیشے میں اتار لیا اور اس دوستی کے نتیجہ میں راجہ امر سنگھ نے حکیم نورالدین پر شاہی نوازشات کی بارش کر دی۔ چنانچہ نورالدین پوری ریاست کے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا اور اس کے حریص دل نے وہاں قادیانی ریاست قائم کرنے کا خفیہ پروگرام بنا لیا اور وہاں مرزائیوں کی آبادکاری شروع کر کے تمام محکموں میں قادیانیوں کی بھرتی شروع کر دی۔ پولیس' فوج اور تعلیم کے محکمے خصوصی طور پر مرزائیوں سے اٹے پڑے تھے۔ پرانے ملازموں کو نکال کر ہر جگہ قادیانی بھرتی کیے جانے لگے۔ کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ صرف بگل بجنے کا انتظار تھا' بگل بجنے سے قبل مرزا قادیانی نے اپنے نام نہاد الہاموں میں اپنی ریاست کے قیام کی خوشخبریاں دینی شروع کر دی تھیں' جب حکیم نورالدین کی اس ساری منصوبہ بندی اور سازش کا پردہ چاک ہوا اور وائسرائے ہند کے علم میں یہ ساری سازش لائی گئی تو اس پر پریشانی اور غصے کی کیفیت طاری ہوئی کہ کس طرح ہمارا ایک تنخواہ دار جاسوس ہم سے بغاوت کر کے اپنی ریاست بنانے کا پروگرام بنا چکا ہے۔ چنانچہ وائسرائے ہند نے فوری ایکشن لے کر اپنا ردعمل ظاہر کیا۔ جس کے نتیجہ میں حکیم نورالدین کو صرف بارہ گھنٹے کے اندر اندر ریاست بدر کرنے کا حکم ملا۔ نورالدین ریاست کشمیر سے اس طرح ذلیل و خوار ہو کر نکلا کہ پولیس والے ڈنڈے لہراتے ہوئے اس سے کہہ رہے تھے کہ جلدی نکلو وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس طرح نورالدین کا کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ پیوند خاک ہوا۔

کشمیر کمیٹی:

ڈوگرہ شاہی کے مظالم نے جب مسلمانان کشمیر کی زندگی اجیرن کر دی' قرآن پاک کی بے حرمتی اور عیدگاہ کا خطبہ روکنے کے واقعات رونما ہوئے تو کشمیری مسلمان سراپا احتجاج بن گئے' پوری ریاست احتجاجی جلسوں اور جلوسوں سے گونج اٹھی' تو سفاک ڈوگرہ فوج نے سینکڑوں مسلمانوں کے گھروں کو نذر آتش کر دیا' سینکڑوں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے' ہزاروں پس دیوار زنداں چلے گئے' تمام بڑے بڑے لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ اس موقع پر ہندوستانی مسلمان اپنے کشمیری بھائیوں کے غم میں تڑپ اٹھے۔ اس سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کے حق میں تحریک اپنے جوبن پر تھی کہ قادیانیوں نے اپنے ناپاک عزائم کی خاطر کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لانے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ۲۵/ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت پہلا اجلاس ہوا جس میں کشمیر کمیٹی بنانے کا اعلان کیا گیا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانی تحریک کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کا صدر اور سیکرٹری ایک قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا' جبکہ علامہ اقبال مرحوم کو جو کشمیری مسلمانوں سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے' انہیں بطور رکن نامزد کیا گیا۔ حیرت ہے کہ وہ گروہ جس نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر ملت اسلامیہ کے سامنے اپنا ایک خود ساختہ نبی کھڑا کیا اور فرنگی کے اقتدار کو طول دینے کے لئے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی' وہ ٹولہ جس نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا' وہ طائفہ جس کے گرو اور کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین محمود نے شاتم رسول راجپال کے قتل پر مسلمانوں کے زخمی سینے پر نمک پاشی کرتے ہوئے یہ بکواس کی تھی:

"وہ نبی بھی کیا نبی ہے' جس کی
عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ
رنگنے پڑیں۔"

ایسے اسلام دشمن شخص کو کشمیری مسلمانوں سے کیا ہمدردی ہوسکتی ہے وہ تو صرف اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل اور کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کے خوابوں کی تعبیر کے لئے کشمیر کمیٹی کا صدر بن بیٹھا تھا۔ چنانچہ کشمیر کمیٹی کا صدر بننے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے ریاست کشمیر میں قادیانی مبلغین کی بھرمار کردی‘ جنہوں نے بڑے زور وشور سے کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی اور کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے کشمیری مسلمانوں کے ایمان کی جو غارت گری کی‘ اس کی روح فرسا اور ہوش ربا داستان وطن عزیز کے نامور بیوروکریٹ ادیب اور دانشور جناب قدرت اللہ شہاب تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی مرزا بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کردیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کرکے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ اس شرانگیز پروپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں وکشمیر کے طول وعرض میں پھیلانا شروع کردیا‘ تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کردیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی‘ کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر شوپیاں میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کرلیا‘ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی‘ وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہوکر از سر نو مشرف بہ اسلام ہوگئی۔“ (بحوالہ شہاب نامہ صفحہ ۳۶۰‘۳۶۱ از قدرت اللہ شہاب)

جب یہ تمام خطرناک صورت حال مسلمانوں کے سامنے آئی تو انہوں نے مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے چلتا کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ مجلس احرار اسلام کی کوششوں سے مرزا بشیر الدین محمود کو کمیٹی کی صدارت سے ہٹا کر علامہ اقبال مرحوم کو کشمیر کمیٹی کا نیا صدر منتخب کیا گیا۔ اس پر انتہائی خوش کن اضافہ یہ ہوا کہ علامہ اقبال مرحوم نے مئی ۱۹۳۳ء میں خود بمعہ بارہ ارکان کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو یہ تحریری فیصلہ سنایا کہ آئندہ کشمیر کمیٹی کا صدر کوئی قادیانی نہیں ہوگا۔ اس فیصلہ نے قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کردیا۔ علامہ اقبال مرحوم کو یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی سے متعلقہ تمام راز انگریزوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ کشمیر کمیٹی سے نکالے جانے کے بعد اپنی عیاری ومکاری کو کشمیر میں جاری رکھنے کے لئے قادیانیوں نے ایک اور ادارہ تحریک کشمیر کے نام سے قائم کرنا چاہا اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ علامہ اقبال مرحوم کو اس کی صدارت کی پیشکش کی‘ چونکہ علامہ اقبال مرحوم اب قادیانی تحریک کے سخت مخالف ہوچکے تھے‘ اس لئے انہوں نے اس آفر کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔

حد بندی کمیشن:

مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کے بعد غلامی کی شب ظلمت سحر آشنا ہورہی تھی‘ اور دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کی شکل میں معرض وجود میں آرہی تھی‘ تقسیم ہند کے لئے حد بندی کمیشن مصروف عمل تھا۔ مسلم اکثریت کے علاقوں کو پاکستان اور مسلم اقلیت کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے دلائل دے رہے تھے جب ضلع گورداسپور کی باری آئی تو ملک وملت کے غدار قادیانی ٹولہ نے غداری کرتے ہوئے ضلع گورداسپور کو بھارت کی جھولی میں ڈالنے کا بندوبست کردیا‘ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ مسلم لیگ نے اس موقع پر مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کے لئے جس شخص کو اپنا وکیل بنایا وہ ملک وملت کا غدار ظفر اللہ قادیانی تھا‘ جس کا روحانی پیشوا مرزا بشیر الدین محمود متعدد مرتبہ پاکستان کے بارے اپنے خبث باطن کا اظہار اس طرح کرچکا تھا:

”ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا غلط ہے۔“ (بحوالہ الفضل ۱۲‘۱۳/ اپریل ۱۹۴۷ء)

یہ تو تھے اس کے روحانی لیڈر کے زہر آلود خیالات اور خود ظفر اللہ قادیانی نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا تھا‘ اور پھر ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی مقدمہ کشمیر کا وکیل بن کر اقوام متحدہ میں جا پہنچا:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

لمبی لمبی‘ فضول اور بیہودہ تقریریں کرکے

وقت ضائع کر کے اس نے مسئلہ کشمیر کو بے جان اور کمزور کر دیا۔

بھارت کے پاس کشمیر تک پہنچنے کے لئے گورداسپور واحد زمینی راستہ تھا' گورداسپور بھارت کو مل جانے کی وجہ سے بھارت کو کشمیر میں مداخلت کا بھرپور موقع مل گیا' کیونکہ اگر گورداسپور بھارت کو نہ ملتا تو مہاراجہ کشمیر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ پاکستان سے الحاق کرتا۔ پاکستان کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں اور یوں پاکستان کی دولت کی ساری چابیاں بھارت کے ہاتھ میں چلی گئیں۔ دوسری طرف گورداسپور کے مسلمان اپنے گھروں میں امید کے چراغ جلائے بیٹھے تھے کہ گورداسپور ضرور پاکستان میں شامل ہوگا' لیکن جب قادیانیوں نے اپنے محضر نامہ کا خنجر ان کی پشت میں اتار دیا تو وہ مارے حیرت و تکلیف کے تڑپ کر رہ گئے۔ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گھر جلا دیئے' گھروں سے باہر بھاگتے تو نیزے ان کی چھاتیوں کا استقبال کرتے' معصوم بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں سے کھینچ کر ممتا بھری آنکھوں کے سامنے انہیں موت کا رقص کرایا گیا' ہزاروں لڑکیاں ایسی اغوا ہوئیں کہ پھر ان کا انتظار کرتے کرتے والدین کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ غرضیکہ وہ حشر برپا ہوا کہ گورداسپور کی زمین خون مسلم سے سرخ ہوگئی۔

آزاد کشمیر میں قادیانی حکومت:

آزاد کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہونے سے قبل ہی قادیانیوں نے انتہائی مکاری و عیاری سے اپنی حکومت قائم کر لی۔ ریاست جموں کشمیر کے قادیانی جماعت کے صدر غلام نبی گلکار کو انتہائی خفیہ طور پر اور رازداری سے آزاد کشمیر کا صدر بنا دیا گیا۔ یہ سب کچھ قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کی ہدایت پر ہو رہا تھا۔ گلکار نے تمام کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو نامزد کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ان قادیانی افسروں کے نام بھی تبدیل کر دیئے تھے تاکہ مسلمان عوام قادیانیوں کی اس سازش کو سمجھ نہ سکیں۔ قادیانیوں کی یہ خودساختہ حکومت چند دن ہی چل سکی اور بالآخر حکومت مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی اور قادیانیوں کے ناپاک عزائم و منصوبے کشمیر کی مٹی میں دفن ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے:

"اصلی آزاد کشمیر گورنمنٹ تو ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے روز قائم ہوئی تھی لیکن پونچھ میں جہاد کا رنگ اور روح بھانپ کر غلام نبی گلکار نامی کشمیری قادیانی نے تین روز قبل ہی ۴/ اکتوبر کو اپنی صدارت میں آزاد کشمیر جمہوریہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ غالباً یہ اعلان راولپنڈی کے ایک ہوٹل ڈان میں بیٹھ کر کیا گیا۔ اسی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے بیٹھے مسٹر گلکار نے اپنی تیرہ رکنی کیبنٹ بھی منتخب کر لی تھی' جو زیادہ تر ایسے افراد پر مشتمل تھی جن کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ اس اعلان کے دو روز بعد ۶/ اکتوبر کو مسٹر گلکار مظفر آباد کے راستے سری نگر پہنچ گیا' جہاں پر اس کی ملاقاتیں شیخ عبداللہ سے بھی ہوئیں' اس کے بعد اس کی حرکات و سکنات عام طور پر پردۂ راز میں رہیں' باور کیا جاتا ہے کہ بارہ مولا سے سری نگر کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی کی وجہ سے قادیانیوں کے اپنے منصوبے خاک میں مل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ یہ جنت ارضی بلاشرکت غیرے قادیانیوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ پاکستان جانے والی ہے تو انہوں نے بھی ففتھ کالم (گھر کا بھیدی) کا روپ دھار کر اس امکان کو ملیا میٹ کر دیا۔"

(شہاب نامہ ص ۳۸۰/۳۸۱)

فرقان بٹالین:

اسلام اور پاکستان دشمن جنرل گریسی' جو بدقسمتی سے پاکستانی فوج کا پہلا کمانڈر انچیف تھا' نے قادیانی نوجوانوں پر مشتمل "فرقان بٹالین" کے نام سے ایک بٹالین تشکیل دی۔ یہ پاکستانی فوج کی ایک باقاعدہ بٹالین تھی جو اکتوبر ۱۹۴۸ء میں جہاد کشمیر کے سلسلہ میں سیالکوٹ کے نزدیک جموں کے محاذ پر واقع گاؤں معراج کے میں متعین کی گئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کے بیٹے مرزا ناصر احمد اور مرزا مبارک احمد اس بٹالین کے کرتا دھرتا تھے۔ دراصل یہ بٹالین انگریزوں کی جاسوس بٹالین تھی' جس کے ذریعہ کشمیر سے ساری خبریں جنرل گریسی اور پھر جنرل گریسی کے ذریعے ساری خبریں بھارت کے کمانڈر انچیف جنرل سرآکن لیک تک پہنچ جاتیں' اس بٹالین کو کشمیر میں بھیجنے کا مقصد ریاست کو قادیانیوں کے قبضہ میں دینے کی راہ ہموار کرنا تھا کیونکہ وہ جماعت جس کی بنیاد ہی فرنگی نے اس لئے اٹھائی کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے قلوب سے جذبہ جہاد کی شمع فروزاں کو گل کر سکے' جس جماعت کا نبی ساری زندگی اپنے منحوس منہ سے تنسیخ جہاد کی کفریہ تبلیغ کرتے ہوئے یہ کہتا رہا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے لئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر ہے نبی کا جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹
مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اس جماعت کے افراد ایک بٹالین بنا کر فوجی وردیاں پہن کر اور ہتھیار اٹھا کر کشمیر میں کون سا جہاد کرنے گئے تھے؟ یہ صرف اور صرف کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ اور پروگرام تھا۔ اس قبیح مقصد کے لئے فرقان بٹالین کو بھاری مقدار میں فوجی ساز و سامان دیا گیا تھا' اور قادیانی افراد نے اس بٹالین کی آڑ میں پکنک منانے' جاسوسی کرنے اور مفت کی تنخواہیں ہضم کرنے کا کام کمال مہارت سے سرانجام دیا پھر جب مسلمانوں کے پرزور احتجاج پر پاکستان کے سابق وزیر اعظم لیاقت علی خان مرحوم نے اس شیطانی بٹالین کو توڑ دیا تو قادیانی کروڑوں روپے کا فوجی ساز و سامان اور سارا اسلحہ ہضم کر گئے اور حکومت کو کچھ بھی واپس نہ کیا اور بقول کسے:

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

۱۹۶۵ء کی جنگ اور قادیانی:

وطن عزیز کو معرض وجود میں آئے اٹھارہ برس ہوئے تھے' پاکستان میں جنرل ایوب خان کی حکومت تھی' اتنا عرصہ بیتنے کے بعد اور پاکستان میں انتہائی بااختیار ہونے کے باوجود قادیانی امت کو کشمیر اور قادیان نہیں بھولا تھا۔ ان کے جسم تو یہاں تھے لیکن ان کے دل کشمیر اور قادیان میں اٹکے ہوئے تھے' وہ بار بار کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے انگڑائیاں لے رہے تھے۔ ایوب خان کے ساتھ میجر جنرل اختر حسین ملک' سیکرٹری خارجہ عزیز احمد اور پلاننگ کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد کے انتہائی قریبی مراسم تھے۔ علاوہ ازیں کلیدی عہدوں پر فائز درجنوں قادیانیوں نے ایوب خان کے گرد گھیرا تنگ کر رکھا تھا۔ قادیانی امت نے ان خصوصی تعلقات اور مراسم کو سنہری موقع سمجھتے ہوئے ایوب خان کو کشمیر پر حملہ کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے بڑی منصوبہ بندی کی گئی' قادیانی اکثر و بیشتر اپنے ہم مذہبوں کو خوش رکھنے کے لئے مرزا بشیر الدین محمود کی یہ باتیں سنایا کرتے تھے:

۱:.....اگر حالات نے اجازت دی اور مشرقی پنجاب (انڈیا) میں جانوں کی حفاظت کا یقین دلایا گیا تو ہم قادیان میں' جو جماعت احمدیہ کا مقدس مرکز ہے' واپس جائیں گے۔

(روزنامہ الفضل ۱۸/مارچ ۱۹۴۸ء)

۲:.....پس مایوس نہ ہو اور اللہ پر توکل رکھو اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں ایسے سامان پیدا کردے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آگئے' مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا' ممکن ہے تیرہ سال بھی نہ کرنا پڑے' دس سال بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے دکھا دے۔

(تقریر مرزا بشیر الدین محمود بر سالانہ جلسہ ربوہ مورخہ ۲۸/دسمبر ۱۹۶۵ء)

بالآخر قادیانیوں نے سازش کے تحت منصوبہ بندی کر کے ایوب خان کو شکار کر لیا۔ نتیجتاً ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ واقع ہوئی اور بھارت نے اپنی پسند کا محاذ کھول کر مورخہ ۶/ستمبر کو اعلان کئے بغیر واہگہ سیکٹر پر نہتے مسلمانوں پر دھاوا بول دیا' اور پاکستان جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ قادیانی سازش کے نتیجہ میں پاکستان ایک انتہائی خطرناک اور نقصان دہ جنگ میں الجھ گیا۔ اس جنگ کے نتیجہ میں وطن عزیز کو ایسا دھچکا لگا کہ اس کے اثرات آج تک محسوس کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء کی اس جنگ میں چودہ ہزار پاکستانی شہید و زخمی ہوئے۔ ہندوستانی فوج نے گاؤں کے گاؤں لوٹ لئے' کروڑوں روپے کی کھڑی فصلیں برباد کر دیں۔ اس جنگ کے بہانے بھارت نے ہزاروں کشمیری حریت پسندوں کو شہید کر دیا۔ مسلمانوں کے گھربار کو لوٹ لیا گیا' جس کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زائد کشمیری مسلمانوں کو آگ و خون کا دریا عبور کر کے آزاد کشمیر اور پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ ہی ۱۹۷۱ء کی جنگ کا سبب بنی' جس میں وطن عزیز دولخت ہو گیا' لیکن قادیانیوں کو کشمیر پر قبضہ کی اس سازش کے ناکام ہونے اور خونی ڈرامہ رچانے کے باوجود ذرہ بھر شرم نہ آئی آتی بھی کیسے؟ جس جماعت کے بانی مرزا قادیانی نے سرور کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہو' اس جماعت سے شرم و حیا کی توقع عبث ہے' قادیانیوں نے بڑی ڈھٹائی سے ۱۹۶۵ء کی جنگ کو بہت بڑی فتح قرار دیا اور جنرل اختر حسین ملک اور بریگیڈیئر عبدالعلی قادیانی کو ہیرو قرار دیا۔

(جاری ہے)

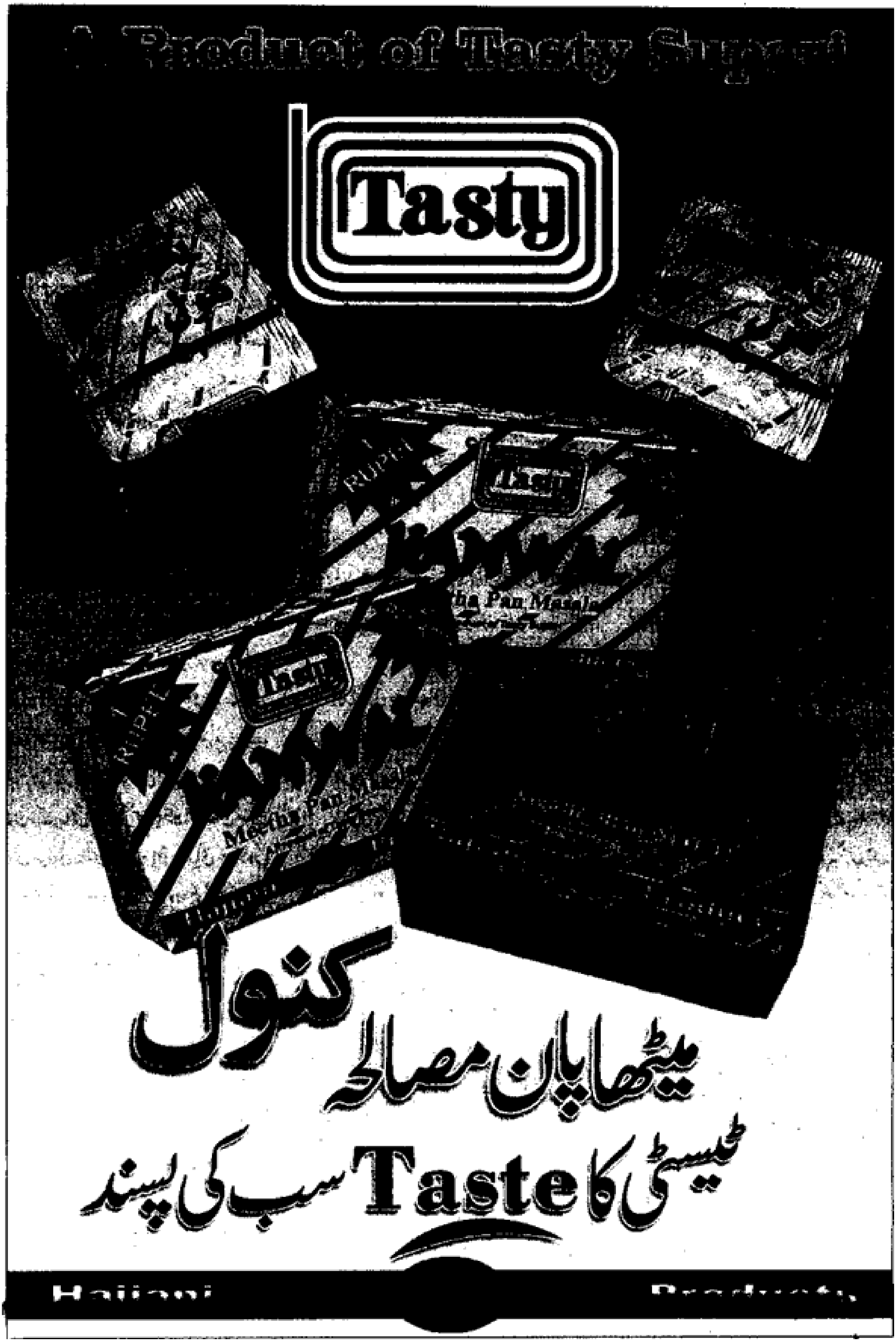
Tasty
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند

توبہ و استغفار

مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی دعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں؟ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہ مشہور دعا تعلیم فرمائی جسے عام طور سے نماز میں درود شریف کے بعد پڑھا کرتے ہیں یعنی:

"اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم." (بخاری و مسلم)

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور نہیں بخش سکتا گناہوں کو مگر تو ہی پس مجھے بخش دے ایسی بخشش جو تیری طرف سے ہو اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے والا بہت مہربان ہے۔"

غور کرنے کی بات ہے کہ نماز پڑھی ہے جو سراسر خیر ہے اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کیا ہے جس کے نیکی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور فریضہ ادا بھی کس نے کیا ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پھر ان کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ نماز کے ختم پر مغفرت کی دعا کرو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہ کے شایان شان کسی سے بھی عبادت نہیں ہو سکتی عبادت کئے جاؤ اور مغفرت مانگتے جاؤ صالحین کا یہی طرز عمل رہا ہے اور اسی میں خیر ہے گناہ ہو جانے پر تو سب ہی توبہ و استغفار کرتے ہیں مخلصین و کاملین نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں یہ طرز زندگی ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں نصیب ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی کو نہیں دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو نماز میں کھڑے رہتے تھے اور اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا:

"فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا." (النصر)

ترجمہ: "پس آپ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کا سلام پھیر کر تین بار "استغفراللہ" پڑھتے تھے یعنی اللہ جل شانہ سے مغفرت کا سوال کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم یہ شمار کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں سو مرتبہ یہ پڑھا کرتے تھے:

"رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور." (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ)

ترجمہ: "اے اللہ! میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول فرما، بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے اور بہت بخشش فرمانے والا ہے۔"

پس جب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا جو اللہ کے معصوم بندے تھے اور سید المعصومین تھے تو ہم گناہ گاروں کو کس قدر استغفار کرنا چاہئے؟ اس پر خود ہی غور کر لیجئے۔

آج کل جیسا ہر عبادت میں غفلت اور بے دھیانی اور کوتاہی نے جگہ پکڑلی ہے توبہ و استغفار میں بھی غفلت ہے اور سچی توبہ جس میں دل حاضر ہو اور جس میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہو اور جس کے بعد حقوق کی تلافی کی جاتی ہو اس کا خیال بھی نہیں آتا اسی غفلت والے استغفار کے بارے میں حضرت رابعہ بصریہ نے فرمایا:

"استغفارنا یحتاج الی استغفار کثیر."

یعنی ہمارا استغفار بھی ایک طرح کی معصیت ہے اس کے لئے بھی استغفار کی ضرورت ہے۔

اور حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ "استغفر اللہ واتوب الیہ" مت کہو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں یہ ایک طرح کا دعویٰ ہے زبان سے توبہ اور استغفار کا لفظ نکالا اور دل اس کی طرف

متوجہ نہ تھا اس لئے مذکورہ دعویٰ ایک طرح کا جھوٹ ہوجاتا ہے۔

اس کے بعد ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بجائے مذکورہ بالا الفاظ کے "اللھم اغفرلی وتب علی" کہتا رہے کیونکہ اس میں کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ سوال ہے اور گو سوال بھی غفلت کے ساتھ مناسب نہیں کیونکہ یہ بھی بے ادبی ہے لیکن اللہ جل شانہ کا کرم ہے کہ اس پر مواخذہ نہیں فرماتے جب کوئی برابر "رب اغفرلی وتب علی" کہتا رہے گا تو کسی مقبولیت کی گھڑی میں انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہو ہی جائے گی کیونکہ جو شخص برابر دروازہ کھٹکھٹاتا رہے گا کبھی اس کے لئے دروازہ کھل ہی جائے گا اور داخل ہونے کا موقع مل ہی جائے گا۔

استغفار دل حاضر کرکے ہو تو بہت ہی عمدہ بات ہے اگر حضوری قلب نہ ہو جب بھی زبان پر تو استغفار جاری رہنا چاہئے یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت کام دیدے گا استغفار میں بھی کوتاہی نہ کی جائے اور مواقع نکال کر حضور قلب اور پوری ندامت کے ساتھ توبہ بھی کرتے رہا کریں تاکہ ہمیشہ غفلت والا ہی استغفار نہ رہے ہر وقت حضور قلب نہیں ہوسکتا تو کبھی کبھی تو اس پر قابو پایا جاسکتا ہے مثلاً یہ کہ رات کو سوتے وقت خوب دل حاضر کرکے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر خوب گڑگڑا کر توبہ واستغفار کرلیا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ مومن بندہ اپنے گناہوں کو (خوف خدا کی وجہ سے) ایسا سمجھتا ہے جیسے کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈر رہا ہے کہ اس پر گر نہ پڑے اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے جیسے اس کی ناک پر کوئی مکھی گزرنے لگی اور اس نے ہاتھ ہلا کر ہٹادی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے بہت عمدہ حالت ہے جو (قیامت کے دن) اپنے اعمال نامہ میں خوب زیادہ استغفار پائے۔ (رواہ ابن ماجہ)

چونکہ بندوں سے بکثرت چھوٹے بڑے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں اور جو نیکیاں وہ کرتے ہیں وہ بھی صحیح طریقے پر ادا نہیں ہوتی ہیں اور شروع سے آخر تک ہر عبادت میں کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں نیز مکروہات کا ارتکاب ہوتا ہے اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کما حقہ ادا نہیں ہو پاتی اس لئے ضروری ہے کہ استغفار کی زیادہ کثرت کی جائے۔

استغفار گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کو کہتے ہیں جب کوئی شخص دنیا میں کثرت سے استغفار کرے گا تو قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں بھی اس کا اثر پائے گا اور اس کی وجہ سے وہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کے انبار دیکھے گا اس وقت اس کی قدر ہوگی:

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش
ورنہ سزاوار خداوندیش
عذر بدرگاہ خدا آورد
کس نتواند کہ بجا آورد

ترجمہ: "بندہ وہی بہتر ہے جو بارگاہ خداوندی میں اپنے قصوروں کی معذرت پیش کرتا رہے ورنہ اس کی مقدس ذات کے لائق عمل کرکے کوئی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔"

اول تو گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے پھر اگر گناہ ہوجائے تو فوراً استغفار کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اللھم اجعلنی من الذین اذا احسنوا استبشروا واذا اساؤا استغفروا۔" (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں فرمادے کہ جب وہ نیک کام کریں تو خوش ہوں اور جب گناہ کر بیٹھیں تو استغفار کریں۔"

درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے یہ دعا اختیار فرمائی کیونکہ آپ تو معصوم تھے گناہوں سے پاک تھے۔

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان (کی علامت) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری برائی تجھے بری لگے تو (سمجھ لے کہ) تو مومن ہے۔ (مشکوٰۃ)

جس طرح نیکی کرکے خوش ہونا چاہئے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وانعام ہے جس نے نیکی کی توفیق دی اور اس کا احسان ہے کہ اس نے اپنی مرضی کے کام میں مجھے مشغول فرمادیا اسی طرح گناہ سرزد ہوجانے پر بہت زیادہ رنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے کہ ہائے! مجھ سے خالق و مالک کی نافرمانی ہوگئی اور مجھ جیسا حقیر و ذلیل مولائے کائنات جل مجدہ کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھا یا اللہ! مجھے معاف فرما درگزر فرما میری مغفرت فرما بخش دے رحمت کی آغوش میں چھپالے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

"تمام انسان خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو خوب توبہ کرنے والے ہیں۔" (مشکوٰۃ)

واضح ہو کہ اللہ کی بڑی شان ہے اس کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہئے جتنے بھی زیادہ گناہ ہوجائیں خواہ لاکھوں کروڑوں ہوں اللہ کی مغفرت

کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے فرما دیجئے کہ اے میری بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحمت والا ہے۔"

استغفار جہاں گناہوں کی معافی کا سبب ہے اور نیکیوں کی خامی اور کوتاہی کی تلافی کا ذریعہ ہے وہاں اور دوسرے بہت سے فوائد کا بھی سبب ہے بارش لانے اور دوسرے بہت سے فوائد حاصل کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہئے قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی:

"اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ وہ بڑا بخشنے والا ہے کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں بنادے گا۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بارش کے آنے اور طاقت اور قوت میں اضافہ ہونے اور مال اور اولاد کے بڑھنے اور باغات اور نہریں نصیب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

لوگ بہت سی تدبیریں کرتے ہیں تاکہ طاقت میں اضافہ ہو اور اموال میں ترقی ہو اور آل و اولاد میں اضافہ ہو لیکن توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس گناہوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں یہ بہت بڑی نادانی ہے۔

اعمال کی اصلاح میں بھی استغفار کا بڑا دخل ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تیز زبان واقع ہوا تھا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ڈر ہے کہ میری زبان کہیں دوزخ میں داخل نہ کرا دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم استغفار کو کیوں چھوڑے ہوئے ہو؟ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ روزانہ مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ (اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذھبی)

زبان کی تیزی کی اصلاح کے لئے اس حدیث میں استغفار کو علاج بتایا ہے ہر طرح کی مشکلات اور تفکرات سے محفوظ رہنے کے لئے اور دل کی صفائی کے لئے بھی استغفار بہت اکسیر ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنا دیں گے اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرما دیں گے اور اسی کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔"

(رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مومن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے پس اگر توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر (توبہ استغفار نہ کیا بلکہ) اور زیادہ گناہ کرتا گیا تو یہ (سیاہ) داغ بھی بڑھتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آ جائے گا۔ پس یہ داغ وہ ران ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا:

"کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون" (سورۃ تطفیف)

ترجمہ: "ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے اور ان کی صفائی استغفار ہے۔ (کما فی الترغیب عن البیھقی)

یہ زنگ گناہوں کی وجہ سے دل پر سوار ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا گناہوں کی آلائش سے توبہ و استغفار کے ذریعے سے دل کو صاف کرنا لازم ہے جو لوگ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کے دل کا ناس ہو جاتا ہے پھر نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہو جانا بدبختی کا باعث ہو جاتا ہے۔ اپنے لئے اور والدین کے لئے اور آل و اولاد کے لئے اور اساتذہ و مشائخ کے لئے احباب و اصحاب کے لئے مردہ ہوں یا زندہ مرد ہوں یا عورت سب کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے خصوصاً ان لوگوں کے لئے برابر استغفار کرتے رہیں جن کا بھی دل دکھایا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو یا کسی کی غیبت سنی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو ان لوگوں کے لئے اتنا استغفار کریں کہ دل گواہی دے کہ ان کو اگر استغفار کا پتہ چلے تو وہ ضرور خوش ہو جائیں گے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ توبہ و استغفار کر لینے کے گھمنڈ میں گناہ کرتے رہنا درست نہیں ہے کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آ جائے پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ توبہ و استغفار کی دولت ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ مغفرت کی خوشخبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ان کو توبہ و استغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

گناہ تو بندے سے ہو ہی جاتا ہے لیکن گناہ پر جرأت کرنا اور گناہوں میں ترقی کرتے چلے جانا شان

عبدیت کے خلاف ہے جو فجور ہے اور بڑا فسق ہے۔ (اعاذنااللہ تعالیٰ من جمیع المعاصی والآثام)

استغفار کے صیغے:

جن الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کی جائے وہ سب استغفار ہے' لیکن جو الفاظ احادیث شریفہ میں وارد ہوئے ہیں' ان کے ذریعے استغفار کرنا زیادہ افضل ہے' کیونکہ یہ وہ الفاظ مبارک ہیں جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں' ان سطور کے لکھنے کے وقت جو الفاظ حدیث کی کتابوں میں ہمیں ملے وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

"رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب."

ترجمہ: "اے میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے ہیں."

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔ (سنن ترمذی' ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین بار یوں کہا: "استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔ (اخرجہ الحاکم: ص ۵۱۱ جلد اول وقال صحیح علی شرط الشیخین' لکن قال الذھبی ابوسنان الراوی لم یخرج له البخاری الخ ومع ذلک ھو ثقة کمافی التقریب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑ کر تین بار یہ پڑھا: "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" اللہ تعالیٰ شانہ اس کے گناہ معاف فرمادیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں' اگرچہ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں' اگرچہ مقام عالج کی ریت کے برابر ہوں۔ (اخرجہ الترمذی فی الدعوات وقال حسن غریب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دو یا تین بار یوں کہا: ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو یوں کہہ:

"اللھم مغفرتک اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجیٰ عندی من عملی."

ترجمہ: "اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ بڑی ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید دلانے والی ہے."

اس نے یہ الفاظ کہے' آپ نے فرمایا: پھر کہو' انہوں نے پھر دہرائے' آپ نے فرمایا: پھر کہو' انہوں نے پھر ان کو دہرایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑا ہوجا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی۔ (اخرجہ الحاکم ص ۵۴۳ جلد اول وقال رواته عن آخرھم مدنیون ممن لا یعرف واحد منھم بجرح واقرہ الذھبی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

"اے اللہ! میں آپ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں کیے اور جو ظاہر میں کیے اور جو پوشیدہ طریقے پر کیے' آپ آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔"

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سید الاستغفار" یوں ہے:

"اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک مااستطعت اعوذبک من شر ماصنعت ابوء لک بنعمتک علی ابوء بذنبی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الا انت."

"اے اللہ! تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں' جہاں تک مجھ سے ہوسکے' میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں' لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا اور جو شخص رات کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص: ۲۰۴ عن البخاری)

☆☆..........☆☆

طرز تعلیم میں اسلامی ذہنیت کا فقدان

مولانا قاسم عبداللہ

قوموں کے عروج و زوال اور کردار کا دارومدار نظام تعلیم پر ہوا کرتا ہے' بہتر نظام تعلیم و تربیت سے مستقبل کو بہتر نسل کا تحفہ دیا جاسکتا ہے اور قوم کے بہتر مستقبل کی امیدیں باندھی جاسکتی ہیں' جبکہ اس کے برعکس خراب نظام تعلیم سے شکم سیر ہونے والی نسل سے مستقبل میں بہتری' ترقی اور بلندی کی آس لگانا اور ملک وملت کے روشن مستقبل کے خیالی پل باندھنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے سوا کچھ نہیں۔

کائنات کے سب سے بڑے معلم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام تعلیم پر نگاہ ڈالیں جس نے ۲۳ سال کی مدت میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ وہ قوم جو تعصب کو فخر اور اعزاز کی چیز سمجھتی تھی' دشمنی اور جہالت اپنی انتہا کو چھورہی تھی' انسانی اقدار پامال ہورہی تھیں' ایسی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام تعلیم کی برکتوں سے ہادی ورہبر عالم بن گئی۔

بدقسمتی سے وطن عزیز پاکستان میں انگریزی و سامراجی عہد کا نظام تعلیم اب بھی ہم پر سوار ہے' اس نظام میں بنیادی خرابی یہ ہے کہ اس میں اسلام کو زندگی کے تمام شعبوں سے کاٹ کر عبادتوں اور نجی زندگی کے چند معاملات تک محدود کردیا گیا ہے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام ہے اور وہ حکومت کے ہر شعبے کے لئے اپنی مخصوص تعلیمات اور ہدایات رکھتا ہے۔ لہٰذا جس وقت دنیا میں دین عملاً نافذ تھا' اس وقت نظام تعلیم کا حال بھی یہ تھا کہ اسلام کی تعلیم صرف اسلامیات کے مضمون تک محدود نہ تھی بلکہ ہر علم وفن کی تعلیم میں اسلام رچا بسا نظر آتا تھا۔ طالب علم فلسفہ پڑھ رہا ہو یا منطق' سائنس کی تعلیم حاصل کررہا ہو یا حساب اور ریاضی کی' طب کی تعلیم میں مشغول ہو یا صنعت وحرفت کی تعلیم میں' غرض ہر علم وفن کے رگ وریشہ میں اسے اسلامی نظریات اور مفکرین اسلام کے افکار یا کم ازکم اسلامی طرز فکر سمایا ہوا ملتا تھا' اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ علم وفن کے خواہ کسی گوشے کو اپنی زندگی کا محور بنالے' وہ ذہنی اور عملی طور پر سچا اور پکا مسلمان ہوتا تھا۔ اس کے دل و دماغ میں اسلام کے مقابلے میں دوسرے افکار سے مرعوبیت پیدا نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ نظام تعلیم اس میں اتنی صلاحیت پیدا کردیتا تھا کہ وہ ہر نئی تحقیق اور نئے فلسفے سے اس کے صالح اجزاء کو اپنالے اور غیر صالح کو چھوڑ دے لیکن موجودہ نظام تعلیم میں اسلام کی اس ہمہ گیر حیثیت کو سرے سے ختم کردیا گیا ہے۔

آج کل ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو فلسفہ پڑھایا جاتا ہے' اس میں یونانی یا افلاطونی فلسفہ کے بعد طالب علم سیدھا یورپ کے نشاۃ ثانیہ کے بعد کے فلسفے پر پہنچ جاتا ہے اور اس کے ذہن پر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ نو افلاطونی فلسفہ سے لے کر ''ڈیکارڈ'' تک پورا زمانہ فکر اور فلسفہ میں جمود کا زمانہ ہے۔ علم وفن کی تاریخ میں بھی اس زمانہ کو تاریک زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ یہ دور صرف غیر مسلم یورپ کے لئے تاریک دور تھا' ورنہ یہی وہ دور ہے جس میں مسلمانوں نے آدھی سے زائد دنیا میں علم وفن کے چراغ روشن کئے ہوئے تھے اور خود یورپ کا خطہ' اندلس ان کی روشنی سے جگمگا رہا تھا' اس دور کے مسلمان فلاسفر اور متکلمین نے فکر اور فلسفے کے میدان میں جو نئی راہیں کھولی ہیں اور اپنی تحقیقات کا جو بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے' موجودہ نظام تعلیم میں سرے سے اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا۔ اسلامی نظام تعلیم میں یہ ضروری ہے کہ اس وسیع علمی خلا کو پُر کیا جائے' جو مغرب کی تنگ نظری اور تعصب نے مصنوعی طور پر پیدا کیا ہے۔ اس خلا کے پُر ہونے سے فلسفہ کی تعلیم میں مسلم فلاسفر اور متکلمین کے افکار کو صحیح مقام حاصل ہوگا۔

سائنس کے بارے میں یہ حقیقت آج پوری دنیا مان گئی ہے کہ سائنس کی موجودہ ترقی اس استقرائی طریقہ کی مرہون منت ہے' جس میں صرف قیاس اور تخمین کے بجائے مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ تحقیقات کی جاتی ہیں' لیکن ساتھ ہی مغربی نظام تعلیم نے ہر کس وناکس کے ذہن میں یہ تصور قائم کردیا ہے کہ استقرائی طریقہ استدلال کی بنیاد مسلمانوں نے ڈالی تھی' انہوں نے ہی سائنس کا رخ موڑ کر اسے اس راستہ پر ڈالا تھا' جس پر آج وہ برق رفتاری سے دوڑ رہی ہے' اس کے باوجود ہمارا سائنس کا طالب علم خالد بن ولید' زکریا رازی' ابن سینا' خوارزمی' ابو

ریحان البیرونی‘ فارابی‘ ابن مسکویہ‘ ابن رشد‘ الکندی‘ ابو محمد خوی‘ جابر بن حیان اور موسیٰ بن شاکر جیسے عظیم سائنس دانوں سے یکسر ناواقف رہتا ہے۔

معاشیات کی تعلیم میں طالب علم آج صرف یہی جانتا ہے کہ بنیادی طور پر معاشیات کے دو مکتبہ فکر ہیں: سرمایہ داری اور اشتراکیت۔ اسلام کے معاشی اصول اور قوانین اس کی نگاہوں سے بالکل اوجھل رہتے ہیں اور اس کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اسلام نے بھی معیشت کے بارے میں ایسا نظام بتایا ہے جو مذکورہ دونوں مکاتب فکر سے الگ ہے‘ اسی طرح اس کو یہ پڑھایا جاتا ہے کہ علم معاشیات کی بنیاد ایڈم اسمتھ نے رکھی تھی اور اس سے بہت پہلے کے تمام فقہاء سے لے کر ابن خلدون اور شاہ ولی اللہ جیسے مفکرین نے علم معاش کی جو خدمات انجام دی ہیں ان کو فہرست سے یکسر خارج کر دیا گیا ہے۔

علم سیاست میں بھی افلاطونی فلاسفر اور جدید مغربی فلاسفر کے درمیان ایک وسیع خلا ہے جو صرف مغرب کے تعصب اور تنگ نظری کی پیداوار ہے۔ سیاست کے بارے میں اسلام کے اصول اور تعلیمات اور مسلمان مفکرین کی کاوشوں کا کوئی ادنیٰ سا عکس بھی موجودہ نصاب میں نہیں ملتا۔

یہی حال عمرانیات کا بھی ہے‘ شاید ہی کوئی منصف مزاج اس بات کا انکار کرسکے کہ اس علم کے مدون اول ابن خلدون ہیں‘ لیکن عمرانیات کے موجودہ نصاب سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اسلام یا مسلمانوں نے بھی اس علم میں کوئی کام کیا ہے۔

نفسیات کی تعلیم اب بڑے پیمانے پر ہونے لگی ہے لیکن اس سلسلہ میں مسلمانوں کے علماءِ تصوف نے جو نئی نئی راہیں اور نفس انسانی کے عوارض پر جو مفید ترین بحثیں کی ہیں‘ موجودہ نظام تعلیم میں اس کی کوئی پرچھائیں بھی موجود نہیں ہے۔

قانون اور اصول قانون کے بارے میں بھی ہمارا نصاب تعلیم سراسر مغربی افکار اور نظریات ہی سے بھرا ہوا ہے۔ اصول قانون کی دقیق بحثوں کو جس بے نظیر انداز میں فقہائے اسلام نے اصول فقہ میں مدون کیا ہے‘ اس سے استفادہ کا کوئی موقع طالب علم کو نہیں ملتا۔

اسی طرح بعض علوم میں خالص اسلامی احکام کے اجراء کی ضرورت ہے مثلاً حساب میں سود اور سود در سود کے مسائل تو باقاعدہ پڑھائے جاتے ہیں‘ لیکن میراث اور زکوٰۃ نکالنے کے طریقوں سے طالب علم ناواقف رہتا ہے۔ اسی طرح جغرافیہ کی تعلیم میں سمت قبلہ‘ اوقات نماز اور مواقیت احرام معلوم کرنے کے طریقے ان کی نظر سے نہیں گزرتے۔ نصاب میں یہ چیزیں لازماً شامل ہونی چاہئیں۔ غرض وہ علوم جنہیں آج جدید علوم یا مغربی علوم کا نام دیا گیا ہے‘ ہمارے نظام تعلیم میں ٹھیک اسی ترتیب اور اسی ڈھانچے کے ساتھ موجود ہیں جو مغرب نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ تعصب برتتے ہوئے اسلام کا نام لئے بغیر بنائے تھے‘ اب اگر ہم نظام تعلیم کو اسلامی بنانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ نصاب تعلیم کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس نصاب کو پڑھ کر طالب علم میں بحیثیت مجموعی مسلم ذہنیت اور اسلامی طرز فکر پیدا ہو‘ اس کی تشریح و تفصیل یہ ہے کہ کائنات کے تمام چھوٹے بڑے حقائق خواہ وہ اپنی ذات میں کتنے ہی غیر مختلف فیہ کیوں نہ ہوں‘ اپنے ادراک کرنے والے کے ذہن کے اعتبار سے مختلف نتائج و ثمرات پیدا کرتے ہیں‘ ایک ذہن کا آدمی کسی حقیقت کا ادراک کرکے ایک نتیجے پر پہنچتا ہے اور دوسرے ذہن کا انسان اس حقیقت کو سمجھ کر کوئی دوسرا نتیجہ نکال لیتا ہے۔ مثلاً سورج کا وجود اور انسانیت کے لئے اس کا نفع بخش ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں‘ لیکن ایک ستارہ پرست شخص نے اس حقیقت سے یہ نتیجہ نکالا کہ اتنی فائدہ مند چیز کہ جس پر زندگی کا دارومدار ہے یقیناً عبادت کے لائق ہے‘ لہٰذا اس کی پرستش شروع کردی‘ دوسرا شخص جو مادہ پرست تھا اسی حقیقت سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ درحقیقت یہ ارتقائے کائنات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو خودبخود وجود میں آگئی ہے۔ تیسرا شخص جو توحید کا قائل ہے‘ اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ اتنا عظیم الشان جسم جو پوری دنیا کو اپنی روشنی اور حرارت سے ایک لگے بندھے نظام کے ساتھ فائدہ دیتا ہے‘ یقیناً خودبخود وجود میں نہیں آگیا بلکہ کسی نے اس کو پیدا کیا ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔ یہ حال تمام علوم وفنون کا ہے کہ ان میں جو حقائق بیان ہوتے ہیں‘ وہ اپنے مدون کرنے والوں کی ذہنیت کے مطابق انسان کو مختلف نتائج تک پہنچاتے ہیں‘ اور ان علوم کو پڑھنے والے کا ذہن لازماً مدون کرنے والوں کی ذہنیت اور طرز فکر کو بحیثیت مجموعی اخذ کرتا ہے۔ مغرب کے مادہ پرست نظام فکر نے انہیں خالص مادی فکر کے ساتھ مرتب کیا ہے‘ جو ان علوم میں سرایت کئے ہوئے ہے اور شعوری یا غیر شعوری طور پر ان سے مادہ پرستانہ نتائج ہی نکال کر سامنے لاتی ہے‘ ہماری زبردست غلطی یہ رہی ہے کہ ہم نے ان علوم کے صرف متن کو ہی نہیں اپنایا بلکہ ان حواشی اور تشریحات کو بھی جوں کا توں اپنے نظام تعلیم میں رکھ لیا جو مادہ پرست ذہنیت نے ان علوم میں گھلا ملا دیئے تھے‘ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان طالب علم درسگاہ میں پہنچ کر جس فکر سے آشنا ہوتا ہے اور اپنے اردگرد کی دنیا میں جس کا چلن دیکھتا ہے وہ اس

کے علم اور عقیدے کے درمیان ایک سخت کشمکش برپا کردیتی ہے۔

علم اور عقیدے کی اس کشمکش کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ زندگی کے سنجیدہ مسائل پر سوچنا ہی چھوڑ دیتا ہے اور اپنی ساری توجہات کا مرکز روٹی اور پیٹ کو بنا کر علم اور عقیدہ دونوں سے عملاً کنارہ کش ہوجاتا ہے (اور آج ہمارے اکثر طلبا اسی کا شکار ہیں) یا پھر وہ اپنے علم کو عقیدے پر فوقیت دے کر عقائد کو محض ایک ڈھکوسلا سمجھنا شروع کردیتا ہے اور دین اور مذہب کے بارے میں شکوک کا شکار ہوجاتا ہے' یا وہ یہ فیصلہ کرلیتا ہے کہ دین کے عقائد و احکام خواہ کتنے ہی برحق ہوں مگر موجودہ دور میں قابل عمل نہیں۔ نعوذ باللہ۔

ہمارا نظام اس وقت تک اسلامی نہیں کہلاسکتا'

جب تک ان علوم کو اسلامی ذہنیت کے ساتھ اور اسلامی طرز فکر کے ساتھ از سر نو مرتب نہ کیا جائے۔ مثال کے طور پر سائنس اللہ تعالیٰ تک رسائی' اس کی قدرت کاملہ پر غور و فکر کرنے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے آگے عجز کا احساس پیدا کرکے اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے' لیکن ہمارا طالب علم سائنس اور دینی عقائد کو متضاد سمجھتا ہے اور بسا اوقات سائنس پڑھ لینے کے بعد وہ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) 'وحی اور آخرت کا یا تو منکر ہو بیٹھتا ہے یا کم از کم سائنس کی گفتگو کے دوران ان عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے شرماتا ہے' اس کی وجہ یہ نہیں کہ سائنس میں بذات خود کوئی چیز ایسی ہے جو دین سے بیزاری کا احساس پیدا کرتی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغرب نے کائنات کے عجیب و غریب حقائق کو جس ذہنیت کے ساتھ بیان کیا ہے' وہ مادے کے بارے میں کچھ دیکھنے یا سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ لہٰذا سائنسی حقائق کے بین السطور وہ یہ بات طالب علم کو ذہن نشین کراتی چلی جاتی ہے کہ یہ سب کچھ کائنات کے میکانیکی ارتقاء کا ایک جزو ہے' ورنہ جو چیز اس کائنات میں آنکھوں سے نظر نہ آسکے' اس کے بارے میں کچھ سوچنا بھی پرلے درجے کی دقیانوسیت ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہمارے پورے نصاب تعلیم میں اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر اس طرح رچ بس جائے کہ ہماری درس گاہوں سے جو تعلیم یافتہ افراد پیدا ہوں' وہ عام مغربی تعلیم یافتہ افراد کی طرح نہ ہوں' بلکہ وہ مسلمان ڈاکٹر' مسلمان سائنس دان' مسلمان انجینئر' مسلمان فلسفی اور مسلمان فنکار ہوں۔

یہ ذہنیت نصاب تعلیم میں کس طرح سموئی جائے؟ اس کا طریقہ تو قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی لکھی ہوئی سائنس' فلسفہ' طب' صنعت و حرفت' معاشیات اور سیاست کی کتابیں دیکھ کر بھی طے ہوسکتا ہے اور اس کا عملی طریقہ یہ ہے کہ نصاب تعلیم کی تدوین و ترتیب ایسے افراد کے سپرد کی جائے جو ان علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کے قدر دان اور کم از کم ذہنی طور پر سچے اور صحیح مسلمان ہوں۔ صد افسوس کہ اسلامی نظام تعلیم کو رائج کرنے کی بحث قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہوتی چلی آرہی ہے اور آج قیام پاکستان کو ۵۶ سال ہونے والے ہیں لیکن آج تک ملک میں اسلامی نظام تعلیم رائج نہیں ہوسکا' صرف اسلامیات کو لازمی قرار دینے سے نظام تعلیم کو اسلامی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اس پر اگر نظر ڈالی جائے کہ اسلامیات سے طلبا کو کوئی خاطر خواہ فائدہ ہوا؟ تو نتیجہ صفر نظر آتا ہے' اس سے اسلام کی صحیح تعلیم کا ہزاروں حصہ بھی طالب علم کے سامنے نہیں آتا۔

☆☆..........☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

قادیانی جھوٹے نبی کے باطل عقائد چھوڑ کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آجائیں' حکومت اپنی صفوں میں چھپے ہوئے قادیانی بیوروکریٹس کو نکالے' قادیانی امریکی اور برطانوی جاسوس ہیں' ان کے چہرے سے نقاب الٹ چکا ہے۔ انہیں نیا نقاب نہیں پہننے دیں گے۔ امریکہ' برطانیہ کو مسئلہ کشمیر پر ثالث نہ بنایا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بنی نوع انسان کے لئے عظیم سعادت ہیں۔ شاہین ختم نبوت' مجاہد ملت حضرت مولانا اللہ وسایا مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان و دیگر علماء کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں سالانہ سیرت النبی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی شرف بیان کیا اور کہا کہ تمام انبیاء کرام میں سے یہ فضیلت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ معراج سے نوازا گیا۔ یوں تو حضرت خاتم النبیین کے بے شمار معجزات ہیں مگر معجزہ معراج سب سے زیادہ منفرد ہے۔ انہوں نے قادیانیوں کو دعوت اسلام پیش کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹے نبی کے باطل عقائد کو چھوڑ کر رحمت دو عالم کی ختم نبوت کی پناہ میں آجاؤ' تمہاری دنیا اور آخرت سنور جائے گی' بروز قیامت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و سفارش کے حق دار بن جاؤ گے۔ کانفرنس سے مولانا محبوب الحسن' مولانا خان عابد حسین' مولانا غلام مصطفیٰ' قاری محمد افضل برہانی' قاری احسان اللہ' قاری محمود الحسن نے بھی خطاب کیا۔

مرزائی دھوکوں کا ایک نمونہ

مقبوضہ کشمیر میں پیش آنے والا ایک سچا واقعہ جو قادیانیوں کے دجل وفریب اور دھوکہ دہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس قسم کے واقعات دنیا بھر میں پیش آتے رہتے ہیں۔

ستمبر ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے کہ شادیوں کے سلسلے میں درمیانہ داری کرنے والے ایک صاحب نے میرے لئے ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کی تجویز کی۔ نکاح کی یہ تجویز میرے لئے حیران کن تھی' کیونکہ اس سے کوئی ایک سال پہلے ستمبر ۱۹۹۷ء تک میں ایک پولی ٹیکنک سری نگر میں بطور لیکچرار کام کرتا تھا اور مذکورہ لڑکی بھی اسی ادارہ کے دوسرے شعبہ میں لیکچرار تھی' تاہم میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔

بہرحال اکتوبر ۱۹۹۸ء میں میرا رشتہ اس لڑکی کے ساتھ طے ہوا' لیکن اسی اثناء میں مجھے اور میرے والدین کو پتہ چلا کہ اس لڑکی اور اس کا سارا خاندان قادیانی ہے' ہم نے اس خاندان کو فوراً مطلع کیا کہ آپ لوگ قادیانی ہیں' اس لئے یہ رشتہ ممکن نہیں ہے' تو انہوں نے صفائی پیش کی کہ بے شک ہم احمدی (قادیانی) ہیں' لیکن احمدی بھی حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' قادری' چشتی' کبروی وغیرہ مسلکوں اور سلسلوں کی طرح اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے اور شجر اسلام کی ہی ایک شاخ ہے' البتہ پڑوسی ملک میں سیاسی مصلحتوں کی بنیاد پر احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے لیکن وہ فیصلہ صحیح نہیں ہے جبکہ احمدی کلمہ گو مسلمان ہیں' نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' حج کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں وغیرہ۔

چونکہ میری تعلیم کانونٹ اور برن ہال جیسے انگریزی اسکولوں میں ہوئی ہے' علاوہ ازیں میں دس سال تک امریکہ میں رہا ہوں' اس لئے مجھے اردو زبان میں اسلامیات کا

محمد عبداللہ

مطالعہ بہت کم ہے' یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کی اس صفائی کے بعد میں نے اس لڑکی کے ساتھ رشتہ قبول کرلیا' نکاح سے چند روز قبل لڑکی نے اردو زبان میں لکھے ایک فارم پر مجھ سے گلمرگ میں دستخط کروایا' چونکہ لڑکی میری ہونے والی بیوی تھی' اس لئے میں اس پر پورا بھروسہ کرنے لگا تھا' بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ فارم قادیانیت قبول کرنے اور قادیانی خلیفہ کی بیعت کرنے کا فارم تھا' دھوکہ دے کر قادیانیت قبول کروانے کا یہ واقعہ یکم نومبر ۱۹۹۸ء کو پیش آیا' اردو زبان سے ناآشنائی اور ہونے والی شریک حیات پر بھروسہ اس دھوکہ دہی اور فریب کا باعث بنا۔

بالآخر ۶/نومبر ۱۹۹۸ء کو نکاح خوانی کی تقریب منعقد ہوئی' اردو زبان میں نکاح نامہ دلہن کے گھر والوں کی طرف سے دیا گیا' اس کی ایک کاپی ہمیں بھی ملی' معلوم ہوا وہ قادیانی نکاح نامہ ہے جس کے اوپر لکھا ہے:

"نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود."

خطبہ نکاح پڑھنے والا کولگام کشمیر کا ایک مولوی تھا' نکاح کے سب گواہ لڑکی کے رشتہ دار تھے اور وہ سب قادیانی تھے۔

۱۰/جولائی ۱۹۹۹ء کو رخصتی ہوئی' نکاح خوانی اور رخصتی کے درمیانی عرصہ میں اس خاندان کی طرف سے مجھ پر قادیانی مذہب اختیار کرنے کے لئے زبردست دباؤ ڈالا

گیا اور میرے گھر دھڑا دھڑ قادیانی لٹریچر آنے لگا' ابتدا میں' میں نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا اور اس کو نظر انداز کرتا رہا' میں صبر و تحمل سے کام لیتا رہا کہ کہیں اس نازک رشتہ میں کوئی خلل نہ آنے پائے یا کوئی تلخی پیدا نہ ہو جائے لیکن صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے' جب میں نے اس لٹریچر کو دقت نظر سے دیکھا تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا' اس لٹریچر میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ اور بے ادبی کی باتیں دیکھ کر میرے پاؤں تلے زمین نکل گئی اور میرا دماغ چکرا گیا' میں نے یہ سارا لٹریچر لڑکی کے خاندان کو واپس کر دیا' ان دنوں یہ لڑکی اپنے والدین کے ساتھ تھی۔

اسی دوران میں نے قادیانی عقائد کا انٹرنیٹ پر اور ان کی ویب سائٹس پر بطور مطالعہ کیا اور اس کے ساتھ ہی میں انٹرنیٹ پر دو اسلامی ویب سائٹس (جو رد قادیانیت پر کام کر رہی ہیں) سے قادیانی مشن کے ناپاک عزائم سے آگاہی حاصل کر لی اور ان کے دجل و فریب سے آگاہ ہوا' اگست ۲۰۰۱ء میں مجھے رد قادیانیت پر کئی مفید کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا' جن میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی مشہور کتاب ''قادیانیت'' کا انگریزی ترجمہ (Qadianism) اور دوسرے علماً کی چند مفید کتابیں شامل ہیں۔ رد قادیانیت پر انگریزی زبان میں کافی لٹریچر موجود ہے' جس کے مطالعہ سے مجھے پوری طرح اطمینان ہوا کہ بانی قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا اور قادیانی فتنہ کو برطانوی سامراج نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرزمین ہند میں کھڑا کیا تھا اور قادیانیت اسلام دشمن مشن کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور قادیانی واقعی خارج از اسلام ہیں بلکہ علامہ اقبال کے تاریخی الفاظ میں' میں یہ کہوں گا:

> ''میرے ذہن میں اس کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ احمدی (مرزائی) اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

اس لئے میں نے شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ میں غیر شعوری طور پر قادیانیوں کی دھوکہ دہی کا شکار ہو گیا ہوں اور لاعلمی کی وجہ سے مجھ سے زبردست غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ دھوکہ دہی پر میں نے لڑکی کے خاندان سے سخت احتجاج کیا اور میں نے نومبر/دسمبر ۲۰۰۰ء میں ای میل کے ذریعہ قادیانی جماعت کے خود ساختہ خلیفہ کو مطلع کیا کہ میں اس بیعت نامہ کو جس پر لڑکی نے مجھ سے دھوکہ دہی کے ذریعہ دستخط کروائے ہیں' میں اسے رد کرتا ہوں اور میں قادیانی نہیں ہوں اور مجھے قادیانی مذہب سے نفرت ہے' یہی اطلاع میں نے قادیان میں ان کے سربراہ اور بعد مالوسری نگر میں قادیانی مرکز کے انچارج مشنری کو بھی دے دی۔ بعد مالوسری نگر میں قادیانی مرکز کے انچارج نے اس لڑکی کی میرے ساتھ دھوکہ دہی پر افسوس کا اظہار کیا اور معافی بھی مانگ لی۔ ای میل کے علاوہ میں نے مذکورہ بالا اشخاص کو ۴/جولائی ۲۰۰۱ء کو رجسٹر ڈاک کے ذریعہ بھی آگاہ کیا کہ میں دھوکہ دہی کے ذریعہ دستخط کئے ہوئے بیعت نامہ کو توڑتا ہوں۔

اس وقت میرے لئے اپنے ایمان کے تحفظ کے ساتھ نوزائیدہ بچے کے مستقبل اور اس کے ایمان کے تحفظ کا مسئلہ بھی درپیش ہے' دھوکہ دہی سے دستخط لئے ہوئے بیعت نامہ کو مسترد کرنے کے بعد مجھے ٹیلی فون پر زبردست دھمکیاں دی گئیں' ان میں سے ایک ٹیلی فون کال کی شناخت بھی ہو گئی جو اس قادیانی خاندان کے ایک رشتہ دار نے کی ہے' چنانچہ میں نے اس سلسلے میں مقامی پولیس اسٹیشن میں ایف آئی آر درج کروائی ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۱ء میں اس لڑکی کو میں نے نہایت پیار و محبت سے سمجھایا کہ تم قادیانیت کو چھوڑ دو اور دین اسلام قبول کر لو' لیکن بدقسمتی سے اس نے قادیانی عقائد پر قائم رہتے ہوئے میرے پرخلوص مشورے کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ احمدیت' اسلام سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ ان حالات میں مجبور ہو کر میں نے اس لڑکی کو اپنے سے علیحدہ کر دیا' اب وہ اپنے والدین کے ساتھ رہ رہی ہے۔ اس لڑکی کا ماموں مفاہمت کے لئے میرے پاس آیا' میں نے اس سے کہا کہ اگر میری بیوی قادیانیت کو چھوڑ دے تو میں اسے اپنانے کے لئے دل و جان سے تیار ہوں' اس نے جواباً کہا کہ ''ہمیں احمدی ہونے پر فخر ہے'' اس طرح مفاہمت کا سلسلہ ہی ٹوٹ گیا۔

☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

عقیدۂ ختم نبوت پر دو رائے نہیں ہو سکتیں: جسٹس چوہدری اعجاز یوسف

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے جمعہ ۳۰ مئی کو صوبائی دفتر میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس چوہدری اعجاز یوسف کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے محترم چوہدری اعجاز یوسف نے کہا کہ دفتر ختم نبوت میں میرے لئے استقبالیہ ایک اعزاز ہے کہ میں نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقدمات کی پیروی کی' مجلس کے قائد حضرت مولانا خواجہ خان محمد آف کندیاں شریف نے مجھے ختم نبوت کے وکیل بننے کا اعزاز بخشا ہے میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور تحفہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے نیک و بد اعمال کی جزا اور سزا روز آخرت میں ملے گی' لیکن جس شخص نے شافع محشر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے ادنیٰ سا کام بھی کیا' وہ دنیا میں بھی سرخرو ہوگا اس کی توقیر و عزت میں اضافہ ہوگا اور ترقی کی منازل طے کر کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوگا۔ میرا چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت بننا اس میں میرا کوئی کمال نہیں' یہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہے' انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت پر دو رائے نہیں ہو سکتیں' انہوں نے کہا کہ پاکستان کے مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کریں' انہوں نے مجلس کے تمام رہنماؤں علماء کرام اور کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور مجلس کے سابق صوبائی امیر مولانا منیر الدین مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا' اس سے قبل مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن' صوبائی خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی' انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ اور ایک عورت سجاح نے نبوت کا دعویٰ کیا' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی زندگی میں فی النار جہنم قرار دے کر قتل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل فرمائی' مولانا نے کہا کہ چودہ سو سال میں امت نے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو قبول نہیں کیا' مسلمان حکمران اگرچہ دین دار نہیں تھے لیکن انہوں نے بھی کسی کذاب سے رعایت نہیں برتی۔ انگریزوں نے برصغیر پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا' جس نے جہاد کو حرام قرار دیا اور ملت اسلامیہ میں جہاد کے خلاف عربی' انگریزی اور مختلف زبانوں میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ملت اسلامیہ نے اس فتنے کا مقابلہ کیا اور ۹۰ سال تک تحریک چلائی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں محدث کبیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ' مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد' مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور مولانا شریف جالندھریؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' آئینی طور پر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا' لیکن قانون سازی نہ ہو سکی۔ ۱۹۸۴ء میں ایک تحریک کے نتیجے میں صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت آرڈی ننس جاری کیا' جس کی وجہ سے قادیانیوں پر شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی' لیکن قادیانیوں نے جارحانہ سرگرمیاں شروع کر دیں۔ الحمد للہ! یہ اعزاز بلوچستان کو حاصل ہوا کہ سب سے پہلے قادیانیوں کے خلاف مقدمہ مجاہد ختم نبوت مولانا نذیر احمد تونسوی نے درج کرایا اور محترم چوہدری اعجاز یوسف نے سٹی مجسٹریٹ کی عدالت سے لے کر سول جج' سیشن جج' ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ تک درجنوں مقدمات کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ فتح و نصرت سے ہمکنار کیا' جناب اعجاز یوسف صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے ایک روپے کا تقاضا نہیں کیا۔ اسلام آباد کے سفری اخراجات' رہائش اور تمام عدالتی فیسوں کو بھی اپنی جیب سے ادا کیا' ان کی بطور چیف جسٹس تقرری اہل بلوچستان اور ملک کے دینی حلقوں کے لئے باعث مسرت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کی موجودگی میں ملک میں کوئی قانون قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہوگا' انہوں نے تمام مسلمانوں کی طرف سے ان کو مبارک باد دی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر' جامع مسجد قندھاری کے خطیب جامع العلوم مولانا عبدالواحد اخوند نے کہا کہ مسلمانوں کی متاع ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے' کوئی گناہ گار مسلمان بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا' انہوں نے کہا

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہ ماننے والے ایک منافق کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت فاروق اعظمؓ نے تلوار سے سر قلم کر کے قتل کر دیا آج بھی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے جذبہ صدیقی اور جذبہ فاروقی کی ضرورت ہے۔ رئیس المبلغین مولانا عبدالعزیز جتوئی نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ استقبالیہ میں سندھ اسمبلی کے رکن مولانا احسان اللہ ہزاروی‘ جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا عبداللہ خیر‘ مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی‘ مولانا امان اللہ مینگل‘ جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا قاری محمد حنیف‘ جامع مسجد توحیدیہ کے خطیب حافظ عبدالرشید ہزاروی‘ جامع مسجد سراج کے خطیب مولانا محمد شفیع نیاز‘ جماعت اسلامی کے جنرل سیکریٹری اخوند زادہ عبدالمتین‘ جامع مسجد اہلحدیث کے مولانا فضل ربی‘ مولانا قاری غلام حسین عباسی‘ مولانا بدر عالم بلوچ‘ جامع مسجد بسم اللہ کے خطیب مولانا غلام یٰسین عباسی‘ قاری منظور احمد تونسوی‘ انجمن تاجران کے اللہ داد ترین‘ حضرت علی اچکزئی‘ علاؤالدین‘ محمد اشرف‘ حاجی عبدالحئی‘ مشتاق قریشی‘ تنظیم اسلامی کے رضوان اللہ‘ ممتاز قانون دان محسن جاوید چوہدری‘ محمد اقبال زاہد‘ مقیم انصاری‘ محمد قاسم مروت‘ ملک محمد سرور اعوان‘ ناصر کاسی‘ ممتاز یوسف اور دیگر وکلاء نے شرکت کی۔ مجلس کے رہنما حاجی محمد انور اور محمد شکیل نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔ علاوہ ازیں مجلس کے رہنما حاجی سید شاہ محمد آغا‘ سید سراج الدین آغا‘ حاجی نعمت اللہ خان‘ قاری عبدالرحمٰن‘ قائم مقام سیکریٹری حاجی خلیل الرحمٰن‘ محمد یاسین‘ آصف‘ قاری محمد شریف‘ مولانا پروفیسر غلام ربانی‘ حاجی گل محمد‘ عبدالقیوم کاکڑ‘ عبدالحمید‘ عتیق الرحمٰن‘ محمد صابر‘ محمد زبیر کے علاوہ دیگر معززین نے بھی شرکت کی۔ مولانا عبدالواحد کی دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا‘ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ بہاولنگر اور جامعہ اشرف العلوم بخش خان میں ردِ قادیانیت کورس

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) علاقہ بخش خان میں حضرت مولانا حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی یادگار جامعہ اشرف العلوم میں شیخ الحدیث حضرت مولانا رشید احمد رشیدی کی سرپرستی میں ردِ قادیانیت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ کورس کی پہلی نشست بعد نماز ظہر قاری مطلوب احمد کی تلاوت اور حضرت شیخ الحدیث کی دعا سے شروع ہوئی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ظہر سے عصر تک مدلل انداز میں بیان کیا‘ جس میں مولانا موصوف نے شرکاء کورس کو ردِ قادیانیت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر درس دیا۔ اسی روز بعد نماز عشاء چک ۵۴۔ایف میں مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم نے خطاب کیا۔ اگلے روز کورس کی دوسری نشست سے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا‘ بعد ازاں مولانا نے جامعہ للبنات کا دورہ کیا اور معلمین‘ معلمات سے خطاب کیا۔ کورس کی تیسری نشست اسی روز بعد نماز ظہر تا عصر منعقد ہوئی جس میں مبلغ ختم نبوت بہاولنگر مولانا محمد قاسم شجاع آبادی نے لیکچر دیا اور قادیانیوں کی کتابوں سے ان کا کفر اور دجل وفریب شرکاء کورس کے سامنے آشکارا کیا۔ کورس کی چوتھی نشست اس سے اگلے روز صبح کی نماز کے بعد منعقد ہوئی جس سے مولانا محمد قاسم شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالرحیم اشعری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مولانا اور محمد رفیع بلوچ کے لئے بلندی درجات کی دعا کے ساتھ یہ تین روزہ کورس اختتام پذیر ہوا۔ اسی روز شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا تشریف لائے اور جامع مسجد غلہ منڈی ڈاروانولہ میں حضرت مولانا قاری محمد اجمل کے ہاں جمعہ پڑھایا جبکہ مولانا محمد قاسم شجاع آبادی نے چک R-30/3 میں جمعہ پڑھایا۔

مولانا عبداللطیف مسعود اور مولانا اللہ وسایا قاسم کے انتقال پر تعزیتی اجلاس اور قرآن خوانی

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام ختم نبوت ڈسکہ جماعت کے امیر مولانا عبداللطیف مسعود‘ مولانا اللہ وسایا قاسم کے انتقال پر ایک تعزیتی اجلاس اور قرآن خوانی مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں ہوئی‘ جس میں حاجی بلند اختر نظامی‘ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی‘ قاری محمد زبیر‘ مولانا محبوب شاہ ہاشمی‘ مولانا محبوب الحسن‘ مولانا ضیاء الحسن شاہ‘ جناب پروفیسر عمر حیات‘ جناب حیدر علی‘ جناب محمد کاشف خان‘ مولانا سجاد الٰہی‘ علامہ محمد ممتاز اعوان اور دیگر نے شرکت کی‘ اجلاس میں مرحومین کے لئے قرآن خوانی اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

لاہور: ایک شام سید امین گیلانی کے نام

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں شاعر ختم نبوت‘ مجاہد تحریک آزادی سید امین گیلانی کے ساتھ ایک شام منائی گئی۔ تقریب کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر سید نفیس

شاہ الحسینی نے کی' جبکہ صاحبزادہ طارق محمود' مولانا عبدالرؤف فاروقی' مولانا شبیر احمد شاذ' مولانا عزیزالرحمن ثانی' مولانا منور حسین صدیقی' قاری محمد یوسف عثمانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ عبدالرشید' قاری جمیل الرحمن اختر اور پروفیسر عمر حیات نے تقریباً پون صدی پر محیط سید امین گیلانی کی شاعرانہ خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے سلسلہ میں ان کی شاعرانہ خدمات سے شاعر نبوت حضرت حسان بن ثابتؓ کی یاد تازہ ہوگئی۔ جس طرح حضرت حسانؓ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف کرتے تھے' اور دشمنان رسول کی مذمت کرتے تھے' اسی طرح سید امین گیلانی اپنی نعتیہ شاعری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف' دشمنان و گستاخان رسول قادیانیوں اور بہائیوں کی مذمت کرتے رہے ہیں۔ سید امین گیلانی نے اپنی تقریر میں کہا کہ ان کی نوخیزی کی عمر میں خواب کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قادیانیوں کے تعاقب کی ڈیوٹی لگائی' جو وہ تادم زیست سنبھالے رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قافلہ حریت' قافلہ بخاری کی نشانیوں میں سے وہ آخری افراد میں سے ہیں۔ سید امین گیلانی نے کہا کہ وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت لاہوریؒ' قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ' حضرت رائے پوریؒ' حضرت درخواستیؒ کی جوتیاں سیدھی کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ انہوں نے حمد و نعت سے بھی سامعین کو محظوظ کیا۔ تقریب میں ایک قرارداد کے ذریعہ نیشنلائزڈ تعلیمی اداروں کی قادیانیوں اور عیسائیوں کو واپسی کی مذمت کی گئی اور ان اداروں کی واپسی کو ملک و ملت دشمنی سے تعبیر کیا گیا اور یہ فیصلہ واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک قرارداد میں خربوزوں پر المصطفیٰ' الیوسف کے اسٹیکرز لگانے کی بھی مذمت کی گئی اور متعلقہ فارموں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ایسے اسٹیکرز نہ لگائیں کیونکہ خربوزوں کے چھلکوں کے ساتھ یہ اسٹیکرز بھی گندگی کے ڈھیر میں چلے جاتے ہیں۔ جس سے نادانستہ طور پر گستاخی رسالت ہوجاتی ہے۔

چناب نگر کے خطیب و مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ سرگودھا و خوشاب

جامع مسجد بلاک نمبر ۲۱ سرگودھا' جامع مسجد بلاک نمبر ۲۳ سرگودھا' جامع مسجد بلاک نمبر ۲ جامع مسجد سبزی منڈی' جامع مسجد بلاک نمبر ۱ اور دیگر مساجد میں مسئلہ ختم نبوت پر مختلف اوقات میں تفصیل سے خطاب کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام عقائد باطل ہیں۔ مسلمان ان کے کفر اور شر سے بچیں اور ان کا بائیکاٹ کریں' یہ اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت دین کا اہم اور ضروری مسئلہ' تمام مسلمان اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے مسئلہ ختم نبوت کے حوالے سے عوام الناس اور نوجوانوں اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی اہمیت اور مرزائیت کے کفر و فریب سے آگاہ کریں۔
تحصیل سیلانوالی ضلع سرگودھا' جامع مسجد غلہ منڈی' جامع مسجد مدنی' جامع مسجد عمرؓ جامع مسجد بلالؓ جامع مسجد اسلام پورہ و دیگر مساجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ و خطیب مولانا غلام مصطفیٰ کا سیرت النبیؐ اور ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی خطاب' تقسیم لٹریچر' رکنیت سازی' مدارس کے علماء کرام سے خطاب اور علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جامع مسجد تخت ہزارہ' جامع مسجد ہلال پور' جامع مسجد ادرحاں اور جامع مسجد مدہ رانجھا میں بھی انہوں نے خطاب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت مکہ اور مدینہ اور سیرت طیبہ' مسئلہ ختم نبوت' کذبات مرزا قادیانی' قادیانیوں کے دجل و فریب' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محنت اور مسلمانوں کی مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمات جیسے اہم موضوعات پر انہوں نے خطاب کیا۔
جامع مسجد صدیق اکبرؓ خوشاب' جامع مسجد بلاک نمبر ۱ جوہر آباد' جامع مسجد و مدرسہ کاشف العلوم جوہر آباد' جامع مسجد محمدیہ جوہر آباد' جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ پیلووینس روڈ' چوک گروٹ' شہر گروٹ کی مساجد میں سیرت النبیؐ پر ان کے بیانات ہوئے اور جماعت کی رکنیت سازی کی گئی اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی فتنہ کے کفریہ عقائد سے انہوں نے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اب انشاء اللہ قادیانی فتنے کا شیرازہ بکھرنے والا ہے اور دنیا کے صفحہ ہستی سے ان کا وجود جلد مٹنے والا ہے۔ پوری دنیا میں نبی آخر الزمان کی ختم نبوت کا پرچم بلند ہوگا' آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔
جامع مسجد شاہ برہان چنیوٹ میں سیرت النبیؐ کے جلسہ سے مولانا نے خطاب کیا' جبکہ جامع مسجد تقویٰ چھنی قریشاں' جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی' ختم قرآن کی تقریب سے خطاب کیا اور احمد نگر لالیاں' ڈاور اور چناب نگر کے گردونواح کا دورہ کیا۔ انہوں نے سیرت النبیؐ' جماعتی رکنیت سازی' نزول قرآن پاک کی شان و عظمت' ختم نبوت کی اہمیت پر بیانات کئے اور قادیانی فتنہ کے کفریہ عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

باقی صفحہ 21 پر

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

نوٹ: شعر کے وزن کی بناء پر "محمدؐ" کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں لکھا جاتا بلکہ صرف "محمدؐ" ہی لکھا جاتا ہے، لیکن پڑھتے وقت محبت کا حق یہ ہے کہ اس نام مبارک کو پڑھ کر ذرا رک جائیں، درود شریف پڑھیں تب دوبارہ پڑھ کر ملائیں، درود شریف پڑھنے میں ایمان والا سستی کرے یہ ہرگز مناسب نہیں۔ (از مدیر)

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا ۔۔۔ محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا
محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے ۔۔۔ اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا ۔۔۔ محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض ۔۔۔ محمدؐ کی طاعت سے جا دل کا مرض
پڑے کفر اور شرک میں ہم تھے سب ۔۔۔ محمدؐ سے ہم کو ملی راہِ رب
گرفتار تھے نفس و شیطان کے ساتھ ۔۔۔ محمدؐ نے دی ہم کو ان سے نجات
خبر دی راہ دین و ایمان سے ۔۔۔ کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے
بتائے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات ۔۔۔ کیا ہم نے جس سے عدووں کو مات
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر ۔۔۔ کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں ۔۔۔ محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے ۔۔۔ ملے گا تو امداد اللہ سے
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی ۔۔۔ ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ

محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل
ہر اک ہے ہدایت کا بدر کمال

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخر ﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمدللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے